قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

شمارہ:193 | جلد:3 | 07 محرم 1443ہجری قمری | سوموار 16 اگست 2021ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَمَثَلُ الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَہُمُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰہِ وَتَثۡبِیۡتًا مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ کَمَثَلِ جَنَّۃٍۭ بِرَبۡوَۃٍ اَصَابَہَا وَابِلٌ فَاٰتَتۡ اُکُلَہَا ضِعۡفَیۡنِ ۚ فَاِنۡ لَّمۡ یُصِبۡہَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ﴿۲۶۶﴾

(البقرہ: 266)

ترجمہ:۔ اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے اموال اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اور اپنے نفوس میں سے بعض کو ثبات دینے کے لئے خرچ کرتے ہیں، ایسے باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو اور اُسے تیز بارش پہنچے تو وہ بڑھ چڑھ کر اپنا پھل لائے، اور اگر اسے تیز بارش نہ پہنچے تو شبنم ہی بہت ہو اور اللہ اس پر جو تم کرتے ہو گہری نظر رکھنے والا ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

دو اشخاص پر رشک جائز ہے

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک نہیں کرنا چاہئے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اسے راہ حق میں خرچ کر دیا، دوسرے وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھ، دانائی اور علم وحکمت دی جس کی مدد سے وہ لوگوں کے فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو سکھاتا ہے۔

(بخاری۔کتاب الزکوٰۃ باب انفاق المال فی حقہ)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے سخی کو اور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اور پیدا کر۔ دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاکت دے اور اس کا مال ومتاع برباد کر دے۔

(بخاری۔کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ تعالیٰ فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰی وَاتَّقٰی …)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

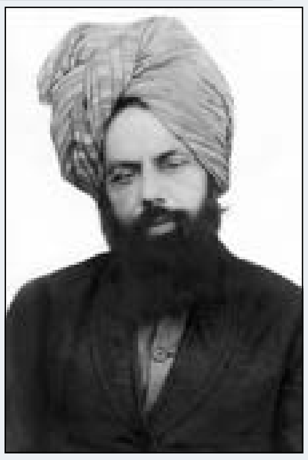

چندہ کی اہمیت

’’میرے پیارے دوستو! مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے خدائے تعالیٰ نے سچا جوش آپ لوگوں کی ہمدردی کے لئے بخشا ہے۔ اور ایک سچی معرفت آپ صاحبوں کی زیادت ایمان و عرفان کے لئے مجھے عطا کی گئی ہے اس معرفت کی آپ کو اور آپ کی ذریت کو نہایت ضرورت ہے۔ سو مَیں اس لئے مستعد کھڑا ہوں کہ آپ لوگ اپنے اموالِ طیبہ سے اپنے دینی مہمات کے لئے مدد دیں اور ہر یک شخص جہاں تک خدائے تعالیٰ نے اس کو وسعت وطاقت ومقدرت دی ہے اس راہ میں دریغ نہ کرے۔ اور اللہ اور رسول سے اپنے اموال کو مقدم نہ سمجھے اور پھر مَیں جہاں تک میرے امکان میں ہے تالیفات کے ذریعے سے ان علوم و برکات کو ایشیا اور یورپ کے ملکوں میں پھیلاؤں جو خدا تعالیٰ کی پاک روح نے مجھے دی ہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 516)

’’مَیں اپنی جماعت کے محبت اور اخلاص پر تعجب کرتا ہوں کہ ان میں سے نہایت ہی کم معاش والے جیسے میاں جمال الدین اور خیر الدین اور امام الدین کشمیری میرے گاؤں سے قریب رہنے والے ہیں وہ تینوں غریب بھائی بھی جو شاید تین آنہ یا چار آنہ روزانہ مزدوری کرتے ہیں۔ سرگرمی سے ماہواری چندہ میں شریک ہیں۔ ان کے دوست میاں عبدالعزیز پٹواری کے اخلاص سے بھی مجھے تعجب ہے کہ باوجود قلت معاش کے ایک دن سو روپیہ دے گیا۔ مَیں چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ وہ سو روپیہ شاید اس غریب نے کئی برسوں میں جمع کیا ہوگا۔ مگر للّٰہی جوش نے خدا کی رضا کا جوش دلایا۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 313 تا 314 حاشیہ)

فرمان خلیفہ وقت

اسلام میں مالی قربانی کی مثالیں صرف مردوں تک ہی محدود نہیں ہیں۔ بلکہ اس پیاری تعلیم اور جذبہ ایمان کی وجہ سے عورتیں بھی مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی رہی ہیں اور لیتی ہیں اور اپنا زیور اتار اتار کر پھینکتی رہی ہیں اور آج پہلوں سے ملنی والی جماعت میں یہی نمونے ہمیں نظر آتے ہیں۔ اور عورتیں اپنے زیور آ آ کر پیش کرتی ہیں۔عموماً عورت جو شوق سے زیور بنواتی ہے اس کو چھوڑنا مشکل ہوتا ہے لیکن احمدی عورت کا یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ اپنی پسندیدہ چیز پیش کی جائے۔

گزشتہ دنوں میں جب انگلستان کی مساجد اور پھر تحریک جدید کے بزرگوں کے پرانے کھاتے کھولنے کی میں نے تحریک کی تھی تو احمدی خواتین نے بھی اپنے زیور پیش کئے۔ اور بعض بڑے بڑے قیمتی سیٹ پیش کئے کہ یہ ہمارے زیوروں میں سے بہترین ہیں۔تو یہ ہے احمدی کا اخلاص۔

(خطبہ جمعہ 7 جنوری 2005ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- ہجومِ مشکلات سے نجات حاصل کرنے کا طریق (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

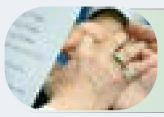

دربارِ خلافت

مسجد کی اہمیت اور اُس کے مقاصد

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

یہ آیات (سورۃ الجنّ: 19، سورۃ الاعراف: 30۔ ناقل) جو مَیں نے تلاوت کی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے مساجد کی اہمیت بیان فرمائی ہے کہ مسجد کی اہمیت اور اُس کے مقاصد کے بارے میں تمہیں کس طرح خیال رکھنا چاہئے۔ قرآنِ کریم میں دوسری جگہ بھی اس کا ذکر ملتا ہے۔ بہرحال ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مساجد ایسی جگہیں ہیں جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ یہاں جو آئے خالص عبد بن کر آئے اور مسجدوں میں کبھی کوئی کفر، شرک بلکہ دنیاوی باتیں بھی نہ ہوں۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کاروباری باتیں بلکہ دنیاوی چیزوں کے، گمشدہ چیزوں کے اعلان کرنے سے بھی منع فرمایا۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ باب نھی عن نشد الضالۃ فی المسجد حدیث 1260)

ہاں جن باتوں کی اجازت ہے وہ خدا تعالیٰ کی عبادت کے بعد اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کے منصوبے، دنیا کو خدا تعالیٰ کے قریب کرنے کے منصوبے اور اس پر عمل کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی بہتری کے سامان کرنے کے لئے مشورے اور اس کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا ہے۔

یہاں اس پہلی آیت فَلَا تَدۡعُوۡا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا میں اس بات کی بھی وضاحت ہو گئی کہ جب ہم یہ کہتے ہیں اور عموماً ہم یہی دنیا کو بتاتے ہیں کہ ہماری مساجد ہر ایک کے لئے کھلی ہیں تو اس کا ایک مطلب یہ ہے جس کا عموماً ہماری مساجد میں اظہار ہوتا ہے کہ کوئی شخص چاہے کسی بھی مذہب کا ہو یا لا مذہب بھی ہو، یہاں آ سکتا ہے، آتا ہے اور اس کے پروگرام بھی ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنا ہو گا کہ مساجد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ہیں۔ اگر ہم کسی دوسرے مذہب والے کو عبادت کرنے کی اجازت دیں تو اس بات کی کہ جو خدا تعالیٰ کی خالص عبادت کا حصہ ہے۔ کیونکہ ہر مذہب میں ایک خدا کا تصور بھی پایا جاتا ہے۔ تو جو خدا تعالیٰ کی خالص عبادت کا حصہ ہے وہ تو تم بیشک ہماری مسجد میں کر سکتے ہو اور جو بتوں کی عبادت کا حصہ ہے، جو شرک کے حصے ہیں وہ بہرحال مسجد سے باہر جا کر۔ پس اس شرط کے ساتھ کوئی بھی مذہب رکھنے والا مسجد میں آ کر عبادت کر سکتا ہے۔ مسجدیں وہ جگہیں ہیں جہاں شرک کی بہرحال اجازت نہیں ہے۔ وَ اَنَّ الۡمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدۡعُوۡا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا۔ کہ یقیناً مسجدیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔ اُن کی تعمیر کا مقصد ہی ایک خدا کی عبادت کے لئے جمع ہونا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا گھر ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہی حکم فرمایا ہے کہ اگر میرے گھر میں عبادت کے لئے آنا ہے تو پھر میری اور صرف میری عبادت کرو اور جو میرے احکامات ہیں اُن پر عمل کرو۔ اس سے پہلی آیات میں بھی یہی مضمون چل رہا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات ہی واحد و یگانہ ذات ہے اور اس سے دور جانے والے اپنے کئے کی سزا بھگت لیں گے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد تو یہ بات اور بھی زیادہ روشن اور واضح ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کیا کہ دنیا میں اپنی وحدانیت کو اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قائم فرمائے گا اور مساجد اس مقصد کو پورا کرنے کا ایک ذریعہ ہیں۔ اور اب دنیا میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور سچائی صرف اور صرف مساجد کے ذریعہ ہی پھیلے گی۔

پس وہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں اور ہم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے آنے والے آپ کے غلامِ صادق کی جماعت میں بھی شامل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ہمارا تو اب یہ اور صرف یہی کام ہے اور یہ مقصد ہونا چاہئے کہ جہاں خالص ہو کر ایک خدا کی عبادت کے لئے مسجدوں میں آئیں تا کہ ہماری عبادتوں کے معیار بڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے ایک زندہ تعلق قائم ہو، وہاں اس سچائی کے نور کو دنیا میں پھیلانے کا بھی باعث بنیں۔ پس جب سچائی کے نور کو دنیا میں پھیلانا ہے تو ہمیں صرف ظاہری عبادت کا دعویٰ کافی نہیں ہو گا بلکہ اس نور سے اپنے آپ کو منور بھی کرنا ہو گا۔

(خطبہ جمعہ 24/ فروری 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

ہجومِ مشکلات سے نجات حاصل کرنے کا طریق

ذیل میں جو نظم درج کی جاتی ہے یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک صاحب شیخ محمد بخش رئیس کڑیانوالہ ضلع گجرات کو لکھ کر عطا فرمائی تھی جبکہ وہ سخت مالی مشکلات میں مبتلا تھے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعا کے طفیل اُن کی تکالیف دُور کر دیں۔

اِک نہ اِک دن پیش ہو گا تو فنا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے
چھوڑنی ہوگی تجھے دُنیائے فانی ایک دن
ہر کوئی مجبور ہے حکمِ خدا کے سامنے
مستقل رہنا ہے لازم اَے بشر تجھ کو سَدا
رنج و غم یاس و اَلم فکر و بلا کے سامنے
بارگاہِ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے
حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے
چاہیے تجھ کو مٹانا قلب سے نقشِ دُوئی
سر جُھکا بس مالکِ ارض و سما کے سامنے
چاہیے نفرت بدی سے اور نیکی سے پیار
ایک دن جانا ہے تجھ کو بھی خدا کے سامنے
راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعلِ بے بہا کے سامنے

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 13؍ اگست 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

مَیں تمام کارکنان کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ان نامساعد حالات میں بے نفس ہو کر کام کیا

امسال پہلی مرتبہ لائیو سٹریمنگ کے ذریعے مختلف جماعتیں اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ کر جلسے میں شامل ہوئیں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم ٹی اے افریقہ کے علاوہ جلسہ سالانہ کی نشریات بعض دیگر مقامی ٹی وی چینلز پر بھی نشر کی گئیں

افریقہ میں پچاس ملین افراد سے زائد کی زبان ہاؤسا میں پہلی دفعہ ترجمہ ہوا

جلسہ سالانہ یوکے 2021ء کے بابرکت اور کامیاب انعقاد کے حوالہ سے تاثرات اور اس دوران نازل ہونے والے الٰہی افضال کا ایمان افروز تذکرہ

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 13؍اگست 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت فیروز عالم صاحب کے حصے میں آئی۔تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

الحمدللہ گذشتہ جمعے جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ ایک سال کے وقفے کے بعد، یا کہنا چاہیے کہ دو سال کے بعد شروع ہو کر تین دن تک اپنے روحانی ماحول کے نظّارے دکھاتا گذشتہ اتوار اختتام کو پہنچا۔ کورونا وبا کی وجہ سے اس سال بھی حالات سازگار نہ تھے اور انتظامیہ یہی سمجھ رہی تھی کہ اس برس بھی جلسہ نہیں ہو گا۔ جب انہیں کہا گیا کہ ان شاء اللہ امسال جلسہ منعقد ہو گا تو گو انتظامیہ نے تیاری شروع کر دی لیکن پوری دل جمعی سے تیاری نہیں کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ ایک موقعے پر مجھے سختی سے کہنا پڑا کہ اگر آپ لوگ اس سوچ میں رہ کر کہ جلسہ ہوتا بھی ہے کہ نہیں، بے دلی سے کام کرتے رہے تو پھر مَیں نئی انتظامیہ مقرر کر دیتا ہوں۔ میری اس بات نے انہیں جھٹکا دیا اور تیزی سے کام شروع ہو گیا۔ کارکنان جو اصل افرادی قوّت ہیں وہ تو لگتا تھا پہلے سے بے چین تھے، چنانچہ ہر طرف سے رضا کار میسر آنا شروع ہو گئے۔ جلسہ چونکہ چھوٹے پیمانے پر ہونا تھا اس لیے خواہش مند رضا کاروں میں سے کارکنان چنے گئے۔ جنہیں خدمت کا موقع نہیں ملا انہیں مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کو بوجوہ موقع نہیں مل سکا لیکن حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کی خدمت کرنے کی آپ کی نیّت پوری ہو گئی اور اللہ تعالیٰ آپ کو اُس اجر سے محروم نہیں کرے گا۔

جیسا کہ میرا طریق ہے کہ جلسے کے بعد کے جمعے میں کارکنان اور رضا کاروں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لوگ بھی دنیا بھر سے مجھے خطوط لکھ کر رضا کاروں کا شکریہ ادا کر رہے ہیں۔ بارش اور کیچڑ کے باعث پارکنگ میں جو مسائل پیدا ہوئے تھے، ایم ٹی اے کے ذریعے دنیا بھر کے لوگوں نے دیکھا کہ کارکنان اور رضا کار گاڑیوں کو کیچڑ سے نکالنے کے لیے خود کیچڑ میں لت پت ہو گئے، اس جذبے پر اپنوں اور غیروں سب نے بڑی حیرت کا اظہار کیا۔

اسی طرح شعبہ صفائی، کھانا کھلانا، کھانا پکانا، روٹی پکانا اور سب سے اہم جلسے کی مارکیاں لگانا، ٹریک بچھانا ان کاموں کے لیے رضا کار مستقل کئی ہفتے آتے رہے، اور اب وائنڈ اپ کے لیے بھی کئی دن دے رہے ہیں۔ ایم ٹی اے نے بھی بڑی محنت سے پروگرام بنائے اور نہ صرف دنیا کو جلسہ دکھایا بلکہ ہمیں جلسہ گاہ میں، مختلف ممالک میں اجتماعی طور پر جلسہ دیکھنے والوں کے نظارے دکھا کر گویا ایک عجیب بین الاقوامی گھر کا نقشہ کھینچ دیا۔ پس مَیں تمام کارکنان کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ان نامساعد حالات میں بے نفس ہو کر کام کیا۔

میرا خیال تھا کہ کارکنان کا شکریہ ادا کر کے مَیں اپنے معمول کے خطبے کا مضمون بیان کروں گا لیکن دنیا بھر سے جلسہ سننے والوں کے تاثرات اور جذبات کا اتنا غیر معمولی اظہار ہے کہ مَیں نے سوچا کہ آج کے خطبے میں ہمیشہ کی طرح ان تاثرات اور فضلوں کا ذکر کر دوں۔

امسال پہلی مرتبہ لائیو سٹریمنگ کے ذریعے مختلف جماعتیں اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ کر جلسے میں شامل ہوئیں۔ یوکے میں پانچ مقامات پر یہ انتظام تھا، جبکہ یوکے کے علاوہ بائیس ممالک میں سینتیس مقامات پر اس ذریعے سے لوگ جلسے میں شامل ہوئے۔ ان ممالک میں امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا، انڈونیشیا، بنگلہ دیش، ماریشس، کبابیر، بھارت، بورکینا فاسو، گھانا، نائیجیریا، گیمبیا، تنزانیہ، فرانس، سوئٹزرلینڈ، جرمنی، سویڈن، بیلجیم، فِن لینڈ، ہالینڈ وغیرہ شامل ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق عورتوں کے سیشن کو بھی تیس پینتیس ہزار کے قریب عورتوں نے دیکھا اور سنا۔

حضورِانور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے مختلف احباب و خواتین کے تاثرات پیش فرمائے۔ ایک غیراز جماعت جاپانی دوست مشیما اوساموصاحب جو حضورِانور کے دورۂ جاپان کے موقعے پر میزبانی کا شرف بھی پاچکے ہیں اور اسی طرح 2017ء میں پِیس کانفرنس میں بھی شرکت کر چکے ہیں، انہوں نے کہا کہ آج مَیں نے 6؍اگست کا خطبہ سنا تو مجھے جاپان کے لیے جماعتِ احمدیہ کی خدمات یاد آگئیں۔ جماعت کے دوسرے خلیفہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 10؍اگست 1945ء کو ہیروشیما کی ایٹمی تباہی کے متعلق آواز بلند کی تھی۔ یہ آواز ہیروشیما کے حق میں بلند ہونے والی ابتدائی آوازوں میں سے تھی۔ اس کے بعد موجودہ خلیفہ کا دورہ ہیروشیما ہوا اور اس موقعے پر امن وسلامتی کا پیغام بھی میرے لیے بہت خاص معنی رکھتا ہے۔ آج جلسے کا ماحول اور دنیا بھر سے لوگوں کا اجتماع دیکھ کر میرے دل میں یہ احساس اجاگر ہوتا ہے کہ دنیا بھر کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے اور امن وسلامتی کے لیے جماعت احمدیہ کا کردار کتنا اہم ہے۔

زیمبیا سے ایک عیسائی ٹیچر نے جلسے کی کارروائی سن کر کہا کہ آج مجھے پتا لگا کہ اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے۔ نائیجریا کے ایک غیراز جماعت دوست نے شدید بارش میں رضا کاروں کو کام میں مگن دیکھ کر کہا کہ یقیناً یہ جماعت سچوں کی جماعت ہے۔ مساکا زیمبیا سے ایک غیراز جماعت استاد نے کہا کہ آج مَیں نے آپ کے خلیفہ سے ایک بات سیکھی ہے کہ اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو عورت کے حقوق پر زور دیتا ہے۔ نائیجر میں ایک غیراحمدی مہمان مریم صاحبہ نے کہا کہ آج مجھے عورتوں کے حقوق و فرائض دونوں کا حقیقی ادراک ہوا ہے۔ کیمرون کے شہر مروا کے قریب ایک گاؤں کے چیف الحاجی عثمان صاحب نے کہا کہ آج جلسے کی کارروائی دیکھ کر یقین آ گیا کہ یہ جماعت واقعی امام مہدی کی جماعت ہے۔ ملائیشیا سے ایک نَو مبائع کہتے ہیں کہ مَیں جلسہ سالانہ یوکے دیکھ کر خدا تعالیٰ کا بہت شکر گزار ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ خلافت کے ساتھ ہمیشہ وفادار اور فرماں بردار رہوں گا۔ گنی بساؤ میں نَو مبائعین اور غیراز جماعت احباب جلسے کی کارروائی دیکھنے اٹھارہ اور تیس کلومیٹر کا فاصلہ سائیکلوں پر یا پیدل طے کر کے پہنچے اور اس موقعے پر 127 افراد نے احمدیت قبول کی۔ کانگو کے ایک عیسائی دوست نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ یہاں تین دنوں میں ہم نے جو کچھ سیکھا ہے عیسائیت میں رہ کر پوری زندگی میں بھی نہیں سیکھ سکتے۔ گنی بساؤ کے ایک غیراز جماعت دوست نے حضورِانور کے خطابات سن کر کہا کہ اسلام کو اس وقت ایک لیڈر کی ضرورت ہے اور وہ جماعت احمدیہ کے پاس خلیفہ کی صورت میں موجود ہے۔ ان صاحب نے جلسے کے اختتام پر بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کر لی۔ یمن سے اکرم علی صاحب نے کہا کہ اگر خلیفۂ وقت کا لجنہ والا خطاب سارا معاشرہ سنے اور اس پر عمل کرے تو معاشرہ سَو فیصد سلجھ جائے۔

غرض حضورِانور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نائیجر، زیمبیا، گیبون، نائیجیریا، گنی کناکری، کیمرون، مالی، تنزانیہ، ملائیشیا، برازیل، گنی بساؤ، گیانا، ماریشس، آسٹریا، آئیوری کوسٹ، کانگو برازاویل، سینیگال، یمن، اردن، شام، جرمنی، انڈونیشیا، قرغیزستان، آسٹریلیا، برازیل، گوئٹے مالا اور البانیا وغیرہ ممالک سے اپنے اپنے مقامات پر ایم ٹی اے یا دیگر ذرائع ابلاغ سے جلسے کے پروگراموں میں شامل ہونے اور استفادہ کرنے والے احمدی احباب و خواتین اور غیراز جماعت افراد کے مختلف تاثرات پیش فرمائے۔ دنیا بھر کے مختلف خطّوں اور علاقوں میں آباد، مختلف رنگ ونسل اور زبانیں بولنے والے ان سب ہی احباب و خواتین نے جلسے کے منظم اہتمام، روحانی فضا اور حضورِ انور کے پُرمعارف و پُراثر خطابات سے یکساں فیض اٹھانے کا ذکر کیا۔

جلسہ سالانہ کے موقعے پر وزیر اعظم یوکے اور وزیر اعظم کینیڈا سمیت مختلف وزرا اور سیاسی راہ نماؤں کے خیرسگالی کے پیغامات موصول ہوئے۔ اسی طرح برطانیہ کے علاوہ نَو ممالک سے 109 پیغامات موصول ہوئے۔ ان ممالک میں امریکہ، سیرالیون، گیمبیا، سینیگال، کینیا، سپین، ہالینڈ اور جرمنی شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم ٹی اے افریقہ کے علاوہ جلسہ سالانہ کی نشریات بعض دیگر مقامی ٹی وی چینلز پر بھی نشر کی گئیں۔ افریقہ میں پچاس ملین افراد سے زائد کی زبان ہاؤسا میں پہلی دفعہ ترجمہ ہوا۔ افریقہ میں 16 ٹی وی چینلز نے جلسہ سالانہ کے متعلق خبریں نشر کیں۔ بی بی سی ساؤتھ نے جلسے سے متعلق ڈاکومنٹری چلائی اور بی بی سی ورلڈ نے رپورٹ نشر کی۔ چالیس ویب سائٹس نے جلسے کی خبریں نشر کیں۔ جلسے کے حوالے سے 16 ریڈیو پروگرام نشر ہوئے۔ بیس اخبارات میں جلسے کے بارے میں آرٹیکل وغیرہ شائع ہوئے۔ بارہ ٹی وی چینلز نے جلسے کی خبریں نشر کیں۔ ان تمام ذرائع کے علاوہ سوشل میڈیا کے ذریعے بھی اندازاً تریسٹھ لاکھ افراد تک پیغام پہنچا۔ بنگلہ دیش کے دس آن لائن رپورٹرز اور اخباروں میں جلسے کی خبریں بمع تصاویر شائع ہوئیں۔ یوٹیوب پر پندرہ ملین سے زائد لوگوں نے وزٹ کیا۔ انسٹاگرام پر پینتیس ہزار لوگوں نے ایم ٹی اے کا پیج دیکھا اور 1.97 ملین لوگوں تک اس کی رسائی ہوئی۔ ٹوئٹر پر ایک لاکھ سے زائد لوگوں نے ایم ٹی اے کا پیج دیکھا۔ فیس بُک کے ذریعے ساڑھے پانچ لاکھ افراد تک پیغام پہنچا۔ ایم ٹی اے کی اپنی ویب سائٹ کو ایک لاکھ مرتبہ دیکھا گیا۔ ایم ٹی اے آن ڈیمانڈ کے ذریعے بھی دو لاکھ سے زائد احباب نے جلسے کو دیکھا۔

خطبے کے اختتام پر حضورِانور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس جلسے کے دوررَس نتائج بھی پیدا فرمائے اور سعید روحوں کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ ہو اور اللہ تعالیٰ نام نہاد علما کے شر سے جماعت اور تمام سعید روحوں کو محفوظ رکھے۔ آمین

☆...☆...☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 23؍ جولائی 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

چودہ ہجری میں حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں مسلمانوں اور ایرانیوں کے درمیان قادسیہ کے مقام پر ایک فیصلہ کن جنگ لڑی گئی جس کے نتیجہ میں ایرانی سلطنت مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئی

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد فاروقِ اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

جنگِ بُوَیب اور جنگِ قادسیہ میں پیش آمدہ واقعات کا تفصیلی بیان

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

آج کل ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کر رہے ہیں اور ان کے زمانے میں جو بعض جنگیں ہوئی تھیں ان کا ذکر ہو رہا تھا۔ اسی حوالے سے آج بھی بیان کروں گا۔ ایک جنگ جنگ بُوَیب کہلاتی ہے جو تیرہ ہجری میں اور بعض مؤرخین کے نزدیک یہ سولہ ہجری میں ہوئی۔ جِسر کے مقام پر یا جِسر کی جنگ میں جس کا پہلے گذشتہ خطبہ میں ذکر ہو چکا ہے، مسلمانوں کی شکست کے بعد حضرت مُثَنّیٰؓ نے حضرت عمرؓ کو جنگ کے بارے میں اطلاع بھجوائی۔ حضرت عمرؓ نے قاصد کو فرمایا کہ اپنے اصحاب کے پاس واپس جاؤ اور ان کو کہو کہ اسلامی لشکر جہاں ہے وہیں ٹھہرا رہے۔ جلد ہی امداد آتی ہے۔

(الاخبار الطوال از ابوحنیفہ دینوری صفحہ ۱۶۶-۱۶۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)

جِسر کی جنگ میں شکست سے حضرت عمرؓ کو سخت تکلیف پہنچی۔ آپؓ نے تمام عرب میں خطیب بھیجے جنہوں نے پُرجوش تقریروں سے سارے عرب میں جوش بھر دیا۔ عرب کے قبائل اس قومی معرکہ میں شامل ہونے کے لیے جوق در جوق آنا شروع ہو گئے۔ ان میں عیسائی قبائل بھی تھے۔ صرف مسلمان ہی نہیں تھے بلکہ عیسائی قبائل بھی تھے۔ حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کا ایک لشکر عراق روانہ کیا اور حضرت مُثَنّیٰؓ نے بھی عراق کے سرحدی مقامات سے فوج اکٹھی کر لی۔ رُستم کو جب اس کی خبر ملی تو اس نے مِہران کے ہمراہ ایک لشکر مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔ حِیرہ ایک مقام ہے، ایک شہر ہے جو کوفہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے اس کے قریب بُوَیب، یہ بویب جو ہے یہ کوفہ کے پاس ایک نہر ہے جو دریائے فرات سے نکلتی ہے۔ اس مقام پر دونوں حریف صف آرا ہوئے۔ یہ جنگ رمضان کے مہینہ میں لڑی گئی۔ اس مقام کے قریب ہی بعد میں کوفہ شہر آباد ہوا تھا۔ ایرانی جرنیل مہران نے کہا ہم دریا عبور کر کے آئیں یا تم آؤ گے؟ حضرت مُثَنّیٰؓ نے کہا تم پار کر کے آؤ پچھلی جنگ میں مسلمان دریا پار کر کے گئے تھے۔ اس دفعہ انہوں نے یہ حکمتِ عملی اختیار کی کہ ان کو، ایرانیوں کو کہا کہ تم آؤ۔ حضرت مُثَنّیٰؓ نے اپنے لشکر کی تنظیم اور صف آرائی کی اور پھر ان کے الگ الگ حصوں پر تجربہ کار سردار مقرر کیے اور اپنے مشہور گھوڑے شَموس نامی پر سوار ہو کر اسلامی لشکر کی صفوں کا چکر کاٹ کر معائنہ کیا اور ہر جھنڈے کے پاس ٹھہر کر جنگ کے بارے میں ہدایاتِ جنگ دیں اور ولولہ خیز الفاظ میں ان کے حوصلے بڑھاتے ہوئے یوں فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ آج عرب پر تمہاری وجہ سے داغ نہیں لگے گا۔ خدا کی قسم! مَیں اپنی ذات کے لیے آج وہی کچھ پسند کرتا ہوں جو تم میں سے عام آدمی کے لیے میری نظر میں پسندیدہ ہے یعنی مَیں اور تم برابر ہیں۔ اور سرفروشانِ اسلام نے پُرجوش الفاظ سے اپنے محبوب قائد کی آواز پر پورے جوش سے لبیک کہا اور کیوں نہ کہتے جبکہ اس نے اپنے ہر قول و فعل میں ہمیشہ ہی ان سے نہایت منصفانہ سلوک روا رکھا تھا اور راحت و تکلیف دونوں میں ان کا ساتھ دیا تھا اور کسی کی مجال نہ تھی کہ وہ ان کی کسی بات پر انگلی رکھ سکے۔

(تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۳۷۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

(مقالہ ’تاریخ اسلام بعہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ‘ از مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب صفحہ 23-24)

(معجم البلدان جلد ۲ صفحہ ۳۷۶) (معجم البلدان جلد ۱ صفحہ ۶۰۷)

حضرت مُثَنّیٰؓ نے لشکر کو ہدایت کی کہ میں تین تکبیریں کہوں گا۔ تم تیار اور مستعد ہو جانا اور چوتھی تکبیر سنتے ہی دشمن پر حملہ کر دینا۔ حضرت مُثَنّیٰؓ نے پہلی مرتبہ نعرۂ تکبیر بلند کیا تو ایرانی فوج نے جلدی سے حملہ کر دیا۔ اس لیے مسلمانوں نے بھی جلدی کی اور پہلی تکبیر کے بعد ہی قبیلہ بنو عِجل کے بعض افراد اپنی صفوں سے نکل کر مقابلہ کے لیے بڑھے۔ اس طرح صفوں میں خلل پیدا ہو گیا۔ حضرت مُثَنّیٰؓ نے ایک شخص کو پیغام دے کر ان کی طرف بھیجا کہ پیغام یہ تھا کہ امیرِ لشکر سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ آج مسلمانوں کو رسوا نہ کرو۔ اس کے بعد وہ قبیلہ سنبھل گیا۔ پھر ایک شدید جنگ کے بعد ایرانیوں میں بھگدڑ پڑ گئی۔ اس جنگ میں ایرانیوں کے مقتولین کی تعداد ایک لاکھ بیان کی جاتی ہے۔ ایرانی لشکر کا سالار مہران بھی اس جنگ میں قتل ہوا۔ اس جنگ کو یَوْمُ الْاَعْشَار بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس جنگ میں سَو لوگ ایسے تھے جن میں سے ہر ایک نے دس دس آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ ایرانی لشکر شکست کھا کر پل کی طرف بھاگا تا کہ دریا عبور کر کے اپنے محفوظ علاقے میں چلا جائے لیکن حضرت مُثَنّیٰؓ نے اپنا دستہ لے کر ان کا تعاقب کیا اور پل پار کرنے سے پہلے ہی ان کو گھیر لیا اور دریا کا پل توڑ کر بہت سے ایرانی فوجیوں کو قتل کر دیا۔ بعد میں حضرت مُثَنّیٰؓ افسوس کا اظہار فرمایا کرتے تھے کہ میں نے شکست خوردہ لوگوں کا تعاقب کیوں کیا؟ مجھے یہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ آپ فرماتے کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی ہے۔ میرے لیے زیبا نہیں کہ میں ان سے مقابلہ کروں جو مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ آئندہ میں کبھی ایسا نہیں کروں گا اور پھر آپ نے مسلمانوں کو نصیحت کی کہ اے مسلمانو! تم بھی کبھی ایسی حرکت نہ کرنا اور اس معاملہ میں میری پیروی نہ کرنا۔ اس معرکے میں یہ غلطی میرے سے ہو گئی کہ دوڑتے ہوؤں کا تعاقب کیا۔ یہ نہیں ہونا چاہیے۔ اصل میں تو یہ اسلامی اخلاق ہیں۔ اس معرکے میں اسلامی لشکر کے بعض بڑے بڑے کردار مثلاً خالد بن ہلال اور مسعود بن حارثہ بھی شہید ہوئے تھے۔ حضرت مُثَنّیٰؓ نے شہداء کا جنازہ پڑھایا اور فرمایا خدا کی قسم! میرے رنج و غم کو یہ بات ہلکا کرتی ہے کہ یہ لوگ اس جنگ میں شامل ہوئے اور انہوں نے جرأت اور بہادری سے کام لیا اور ثابت قدم رہے اور ان کو کسی قسم کی گھبراہٹ اور پریشانی نہیں ہوئی اور پھر یہ بات میرے غم کو ہلکا کرتی ہے کہ شہادت گناہوں کی معافی کے لیے کفّارہ بن جاتی ہے۔

اس جنگ کے ذکر میں مؤرخین ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جس سے مسلمان خواتین کی ہمت و دلیری پر روشنی پڑتی ہے۔ میدانِ جنگ سے دور مقام قوادس پر اسلامی لشکر کی خواتین اور بچوں کا کیمپ تھا۔ لڑائی کے خاتمہ پر جب مسلمانوں کا ایک دستہ گھوڑے دوڑاتا ہوا کیمپ کے سامنے پہنچا تو مسلمان خواتین کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ یہ دشمن کی فوج ہے جو ہم پر حملہ کرنے آئی ہے۔ انہوں نے بڑی تیزی سے بچوں کو تو گھیرے میں لے لیا اور خود پتھر اور چوبیں لے کر مارنے مرنے پر تل گئیں۔ فوجی دستہ کے قریب پہنچنے پر ان کو پتا معلوم ہوا کہ یہ تو مسلمان ہیں تو اس پارٹی کے راہنما عمرو بن عبدالمسیح نے بے ساختہ کہا کہ اللہ کے لشکر کی خواتین کو یہی زیبا ہے۔

معرکہ بُویب ختم ہوگیا مگر اپنے پیچھے گہرے نشانات اور گہرے اثرات چھوڑ گیا۔ ایران کی اسلامی مہم میں اس سے قبل کبھی اتنا جانی نقصان نہ ہوا تھا۔ اس معرکہ کا یہ اثر ہوا کہ عراق کے اکثر نواح میں مسلمانوں کے پاؤں مضبوط ہوگئے اور سوادِ عراق پر دجلہ تک ان کا قبضہ ہوگیا اور معمولی جھڑپوں کے بعد اردگرد کے علاقوں پر بھی مسلمان ازسرِنو قابض ہوگئے جو پہلے چھوڑ گئے تھے اور ایرانی افواج نے اس میں خیریت دیکھی کہ پسپا ہو کر دجلہ کے دوسرے کنارے پر جا اتریں۔ اس فتح کے بعد مسلمان عراق کے مختلف علاقوں میں پھیل گئے۔

(تاریخ الطبری جلد۲ صفحہ ۳۴۳، ۳۴۴-۳۴۳ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

(ماخوذ از سیرت امیر المومنین عمر بن خطاب از الصلابی صفحہ 361 تا 363 دارالمعرفہ بیروت 2007ء)

(ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی صفحہ 82 تا 84 ادارہ اسلامیات 2004ء)

(ماخوذ از الکامل فی التاریخ جلد 2 صفحہ 288 تا 291 سنۃ 13ھ، ذکر وقعۃ البویب، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2006ء)

(ماخوذ از تاریخ طبری مترجم جلد دوم حصہ دوم صفحہ 237-238، 240-241 نفیس اکیڈمی کراچی 2004ء)

(مقالہ ’تاریخ اسلام بعہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ‘ از مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب صفحہ 28-29)

پھر جنگ قادسیہ ہوئی جو چودہ ہجری میں ہوئی۔ قادسیہ موجودہ عراق میں ایک مقام ہے اور کوفہ سے پینتالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ چودہ ہجری میں حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں مسلمانوں اور ایرانیوں کے درمیان قادسیہ کے مقام پر ایک فیصلہ کن جنگ لڑی گئی جس کے نتیجہ میں ایرانی سلطنت مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئی۔ جب اہل فارس کو مسلمانوں کے کارناموں کا علم ہوا تو انہوں نے رستم اور فَیْرُزَان سے جو اُن کے دوسردار تھے کہا کہ تم دونوں آپس میں اختلاف کرتے رہے اور تم دونوں نے اہلِ فارس کو کمزور کر کے دشمن کے حوصلے بڑھا دیے ہیں۔ اب معاملہ اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ اگر ہم یونہی رہتے ہیں تو ایران تباہ ہو جائے گا کیونکہ بغداد، سَابَاطُ جو مدائن کے قریب مقام ہے اور تِکْرِیت جو بغداد اور موصل کے درمیان بغداد سے تیس فرسخ یا نوے میل کے فاصلے پر ایک مشہور شہر ہے۔ اس کے بعد اب محض مدائن شہر ہی باقی بچا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر تم دونوں متفق نہ ہوئے تو پہلے ہم تم دونوں کو ہلاک کریں گے پھر خود ہلاک ہو کر سکون حاصل کرلیں گے یعنی پھر ہم جنگ خود ہی کریں گے۔ رستم اور فَیْرُزَان نے بُوْرَان کو معزول کر کے یَزْدَجَرْد کو تخت پر بٹھا دیا جو اس وقت اکیس سال کا تھا۔ تمام قلعوں اور فوجی چھاؤنیوں کو مستحکم کر دیا گیا۔ حضرت مُثَنّٰی نے جب اہلِ فارس کی ان سرگرمیوں سے حضرت عمرؓ کو مطلع کیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میں اہل عجم کے بادشاہوں کا مقابلہ عربوں کے امراء اور بادشاہوں سے کراؤں گا۔ چنانچہ ہر رئیس، صاحب الرائے، معزز، خطیب اور شاعر کو مقابلے کے لیے روانہ کیا گیا نیز حضرت مُثَنّٰی کو حکم دیا کہ وہ عجمی علاقے سے نکل کر ان ساحلی علاقوں میں آ جائیں جو تمہاری اور ان کی حدود کے پاس ہیں۔ قبیلہ ربیعہ اور مُضَر کے لوگوں کو بھی ساتھ شامل کرنے کا حکم دیا۔

(ماخوذ از الکامل فی التاریخ جلد 2 صفحہ 294 تا 295 دارالکتب العلمیۃ بیروت 2006ء)

(فرہنگ سیرت صفحہ 229) (معجم البلدان جلد 3 صفحہ 187) (معجم البلدان جلد 2 صفحہ 45)

حضرت عمرؓ نے عرب میں چاروں طرف نقیب بھیجے اور سرداروں اور رؤساء کو مکہ میں جمع ہونے کے لیے فرمایا۔ چونکہ حج قریب آ چکا تھا تو حضرت عمرؓ حج کے لیے روانہ ہوئے۔ حج کے دوران عرب قبائل ہر طرف سے جمع ہوگئے۔ جب آپؓ حج سے واپس تشریف لائے تو مدینہ میں ایک بڑا لشکر جمع تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس لشکر کی کمان خود سنبھالی اور حضرت علیؓ کو مدینہ میں امیر مقرر کر کے روانہ ہوئے اور صِرار میں پڑاؤ ڈالا۔ (صِرار مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک چشمہ ہے۔) کہتے ہیں کہ ابھی حضرت عمرؓ کا خود محاذِ جنگ پر جانے کا معین فیصلہ نہیں ہوا تھا۔

(ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی صفحہ 85 تا 86 ادارہ اسلامیات 2004ء)

(فرہنگ سیرت صفحہ 172)

لشکر لے کے روانہ تو ہو گئے تھے لیکن فیصلہ نہیں کیا تھا کہ خود جائیں گے یا آگے جا کے کسی اَور کو کمانڈر بنا کے روانہ کریں گے۔ بہرحال تاریخ طبری میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں سے مشورہ کیا۔ سب نے آپؓ کو فارس جانے کا مشورہ دیا۔ انہوں نے کہا سارے لشکر کو اپنی کمان میں ہی لے کر جائیں۔ صِرار آنے تک حضرت عمرؓ نے کسی سے مشورہ نہیں کیا تھا لیکن حضرت عبدالرحمٰنؓ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے آپؓ کو جانے سے روکا۔ باقیوں نے تو کہا کہ ضرور لشکر لے کے جائیں لیکن حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا نہیں۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ آج سے پہلے مَیں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی پر اپنے ماں باپ کو قربان نہیں کیا اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کبھی ایسا کروں گا مگر آج میں کہتا ہوں کہ اے وہ کہ جس پر میرے ماں باپ فدا ہوں! اس معاملہ کا آخری فیصلہ آپؓ مجھ پر چھوڑ دیں۔ حضرت عمرؓ کو انہوں نے کہا اور پھر انہوں نے حضرت عمرؓ کو مشورہ دیا کہ آپؓ صِرار مقام پر ہی رک جائیں اور ایک بڑے لشکر کو یہاں سے روانہ فرما دیں۔ پھر انہوں نے حضرت عمرؓ کو کہا کہ شروع سے لے کر اب تک آپؓ دیکھ چکے ہیں کہ آپؓ کے لشکروں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا کیا فیصلہ رہا ہے۔ اگر آپؓ کی فوج نے شکست کھائی تو وہ آپؓ کی شکست کی مانند نہ ہوگی۔ اگر ابتدا میں آپؓ شہید ہوگئے یا شکست کھا گئے تو مجھے اندیشہ ہے کہ پھر کبھی مسلمان نہ تکبیر پڑھ سکیں گے اور نہ ہی لاالٰہ الا اللہ کی گواہی دے سکیں گے۔ چیدہ اور برگزیدہ اہل الرائے اصحاب کی مجلس شوریٰ کے بعد حضرت عمرؓ نے ایک عام جلسہ منعقد کیا۔ جب ان کو حضرت عبدالرحمٰنؓ کا یہ مشورہ مل گیا تو پھر اس کے بعد چیدہ لوگوں سے مشورہ کیا اور اس کے بعد ایک جلسہ عام منعقد کیا جس میں تقریر کرتے ہوئے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اسلام پر جمع کر دیا ہے اور ان کے دلوں میں ایک دوسرے کی الفت پیدا کر دی ہے اور اسلام نے سب کو بھائی بھائی بنا دیا ہے اور مسلمانوں کی باہمی حالت جسم کی طرح ہے کہ ایک حصہ کو تکلیف ہو تو دوسرا بھی اس کو محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ لہٰذا مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ ان کے معاملات باہمی مشورے سے فیصل ہوا کریں۔ خصوصاً ان میں سے سمجھدار لوگوں کا مشورہ لے لیا جایا کرے اور لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ جس امر پہ متفق اور راضی ہو جائیں اس کی پیروی اور اطاعت کریں اور امیر کے لیے ضروری ہے کہ وہ لوگوں میں سے اہل الرائے کے مشورے کو منظور کرے اور لوگوں کے متعلق اُن کی جو رائے ہو اور جنگوں کے متعلق جو اُن کی تدبیر ہو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اے لوگو! میں تمہاری طرح ایک فرد بن کر تمہارے ساتھ ہونا چاہتا تھا، جنگ میں شامل ہونا چاہتا تھا مگر تمہارے اہل الرائے اشخاص نے مجھے اس سے روکا ہے۔ اس لیے اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں نہ جاؤں اور کسی اَور شخص کو بھیج دوں۔

(تاریخ الطبری جلد۲ صفحہ ۳۸۱ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

(مقالہ ’تاریخ اسلام بعہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ‘ از مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب صفحہ 35 تا 37)

اس وقت حضرت عمرؓ کسی شخص کی تلاش میں تھے۔ اسی دوران ان کی خدمت میں حضرت سعدؓ کا خط آیا۔ حضرت سعدؓ اس وقت نجد کے صدقات پر مامور تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے کوئی آدمی بتاؤ جس کو کمانڈر بنایا جائے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ آدمی تو آپ کو مل گیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا وہ کون ہے؟ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ کچھار کا شیر سعد بن مالکؓ یعنی سعد بن ابی وقاصؓ۔ باقی لوگوں نے بھی اس مشورے کی تائید کی۔

(تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۳۸۲ باب ذکر امر القادسیۃ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۷ء)

تاریخ طبری میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو امیر مقرر فرما کر نصیحت فرمائی کہ اے سعد! تم کو یہ گمان نہ ہو کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ماموں اور صحابی کہا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں مٹاتا بلکہ برائی کو نیکی سے مٹاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان اطاعت کے سوا اَور کوئی رشتہ نہیں ہے۔ روانگی کے وقت حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو یہ نصیحت فرمائی اور آپؓ نے فرمایا میری نصیحت کو یاد رکھنا۔ ایک اَور نصیحت یہ فرمائی کہ تم نے ایک مشکل اور سخت کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ پس اپنے نفس کو اور اپنے ساتھیوں کو نیکی کی عادت ڈالو اور اس کے ذریعہ فتح چاہو اور یاد رکھو کہ ہر عادت ڈالنے کا ایک ذریعہ ہوتا ہے اور نیکی کی عادت ڈالنے کا ذریعہ صبر ہے۔ صبر کرو گے تو نیکی کی عادت پڑے گی۔ پس ہر مصیبت جو تمہیں پہنچے اور تکلیف جو تم پر آئے اس پر صبر کرو۔ اس سے اللہ تعالیٰ کا خوف تمہیں حاصل ہوگا۔

(تاریخ طبری مترجم جلد دوم حصہ دوم صفحہ 253-254 نفیس اکیڈمی کراچی 2004ء)

پھر آپؓ نے فرمایا: اپنے ساتھی مسلمانوں کو لے کر شَرَاف سے ایران کی طرف مارچ کرو۔ شَرَاف نجد میں پانی کا ایک چشمہ ہے۔ اس مقام سے آپ نے کہا کہ یہاں سے فوج اکٹھی ہوئی ہے اور یہاں سے شروع کر دو۔ اللہ تعالیٰ پر توکّل کرو اور اپنے تمام امور میں اسی سے مدد چاہو اور یاد رکھو کہ تم اس قوم کے مقابلہ کے لیے جا رہے ہو جن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ساز و سامان بڑی کثرت سے ہے۔ جنگی طاقت نہایت مضبوط ہے اور ایسے علاقے کے مقابلے کے لیے جا رہے ہو جو جنگی لحاظ سے سخت اور محفوظ ہے اور گو اپنی زرخیزی اور سیرابی کے باعث عمدہ علاقہ ہے اور دیکھو! ان کے دھوکے میں نہ آ جانا کیونکہ وہ چالاک اور دھوکا دینے والے لوگ ہیں اور جب تم قادسیہ پہنچو تو تم لوگ پہاڑی علاقے کے آخری کنارے اور میدانی علاقے کے شروع کنارے پر ہو گے۔ پس تم اس جگہ پر ہی مقیم رہنا اور یہاں سے نہ ہٹنا، جگہ بھی بتادی کہ وہیں رہنا۔ جب دشمن کو تمہارے آنے کا علم ہو گا تو وہ مشتعل ہوں گے اور اپنے تمام رسالوں اور پیادہ فوجوں اور پوری قوت کے ساتھ تم پر حملہ آور ہوں گے۔ اس صورت میں اگر تم دشمن کے سامنے پوری ثابت قدمی سے جمے رہو گے اور تمہیں دشمن سے لڑائی میں ثواب کی خواہش ہو گی اور تمہاری نیت ٹھیک ہو گی تو مجھے امید ہے کہ تمہیں ان پر غلبہ حاصل ہو گا اور پھر وہ کبھی اس طرح جمع ہو کر تمہارا مقابلہ نہ کر سکیں گے اور اگر ہوئے بھی تو ان کے قلوب ان کے ساتھ نہ ہوں گے۔ ڈرے ہوئے دلوں کے ساتھ مقابلہ کریں گے۔ اور اگر کوئی دوسری صورت پیدا ہو گئی تو تم ایرانی علاقے کے قریب ترین میدانوں سے ہٹ کر یعنی اگر پیچھے ہٹنے کی صورت پیدا ہوتی ہے، شکست کی صورت پیدا ہوتی ہے تو قریب ترین میدانوں سے ہٹ کر اپنے علاقے کے قریب ترین پہاڑوں میں آ جاؤ گے۔ اس کے نتیجہ میں تمہیں اپنے علاقے میں زیادہ جرأت ہو گی اور اس علاقے سے تم زیادہ واقف ہو گے اور ایرانی تمہارے علاقے میں خوفزدہ ہوں گے اور انہیں اس علاقے سے ناواقفیت بھی ہو گی یہاں تک کہ خدا تعالیٰ دوبارہ ان کے خلاف تمہاری فتح کا موقع پیدا کرے۔ آپ کو یقین تھا کہ فتح تو ہونی ہے اگر عارضی طور پر کوئی ایسے حالات پیدا بھی ہو جاتے ہیں تب بھی آخری فتح تمہاری ہے۔ غرض اس لشکر کی تمام نقل و حرکت حضرت عمرؓ کے مدینہ سے آنے والے تفصیلی احکام کے مطابق ہو رہی تھی۔ چنانچہ طبری نے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے شَرَاف سے لشکر کی روانگی کی تاریخ بھی مقرر فرمادی تھی اور یہ بھی ہدایت کی کہ قادسیہ پہنچ کر لشکر کا قیام عُذَیْبُ الْھِجَانَات اور عُذَیْبُ الْقَوَادِس کے مقامات کے درمیان ہو اور یہاں پر لشکر کو شرقاً غرباً پھیلا دیا جائے۔ عذیب قادسیہ اور مُغِیْثَۃ کے رستہ میں پانی کا ایک گھاٹ ہے جو قادسیہ سے چار میل کے فاصلے پر اور مُغِیْثَۃ سے بتیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ حضرت عمرؓ کے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے نام خط سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں دو عُذَیب تھے۔ یہ بھی تاریخ سے پتہ لگتا ہے۔

(تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۳۸۶-۳۸۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

(مقالہ ’تاریخ اسلام بعہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ‘ از مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب صفحہ 48 تا 50)

(معجم البلدان جلد ۳ صفحہ ۱۳۱) (معجم البلدان جلد ۳ صفحہ ۳۰۴)

حضرت عمرؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو چار ہزار مجاہدین کے ساتھ ایران کی طرف بھیجا۔ بعد میں دو ہزار یمنی، دو ہزار نجدی بھی جا ملے۔ راستہ میں بنو اسد کے تین ہزار افراد اور اَشْعَث بن قیس کندی ایک ہزار سات سو یمنی سپاہیوں کے ساتھ شامل ہوئے۔ مسلمانوں کے پاس یا پہلے بھی لشکر تھا اور اس لشکر کی تعداد آہستہ آہستہ پھر وہاں تیس ہزار سے زائد ہو گئی۔ اس فوج کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس میں ننانوے ایسے صحابی تھے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ بدر میں شامل ہو چکے تھے۔ طبری نے ان کی تعداد ستر سے زائد بیان کی ہے۔ تین سو دس سے زائد وہ تھے جنہیں ابتدائے اسلام سے لے کر بیعت رضوان تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل ہو چکا تھا۔ تین سو ایسے اصحاب تھے جو فتح مکہ میں شامل تھے۔ سات سو ایسے تھے جو خود صحابی نہ تھے لیکن صحابہ کی اولاد ہونے کا فخر انہیں حاصل تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے شَرَاف پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ مُثَنّٰی آٹھ ہزار آدمیوں کے ساتھ مقام ذُوقَار جو کوفہ کے قریب پانی کا ایک گھاٹ ہے اس پر مسلمانوں کی کمک کا انتظار کر رہے تھے کہ اسی اثنا میں ان کا انتقال ہو گیا۔ انہوں نے بشیر بن خَصاصِیّہ کو اپنا جانشین مقرر کیا۔

(ماخوذ از الکامل فی التاریخ جلد 2 صفحہ 299-302 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2006ء)

(معجم البلدان جلد ۴ صفحہ ۳۳۳)

مُثَنّٰی تو وہاں فوت ہو گئے۔ شَرَاف پہنچ کر حضرت سعد نے حضرت عمرؓ کو لشکر کے قیام کے مفصل حالات بھجوائے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے لشکر کی ترتیب خود مقرر فرمائی اور خط میں تحریر فرمایا کہ تمام لشکر کو دس دس مجاہدین کے احزاب میں تقسیم کر کے ان پر ایک ایک نگران مقرر کر دو اور ان دستوں پر ایک بڑا افسر مقرر کر دینا۔ پھر ان کی تعداد کا حساب کر کے ان کو قادسیہ کی طرف روانہ کر دینا۔ اپنی کمان میں مُغیرہ بن شعبہ کے دستہ کو رکھنا۔ حضرت عمرؓ نے سعد کو یہ ہدایت فرمائی کہ مُغیرہ بن شعبہ کو، اس کے دستہ کو اپنی کمان میں رکھنا۔ اس کے بعد کے حالات کی تفصیل مجھے روانہ کرنا اور پھر جو روز کی development ہو گی یا جو حالات پیدا ہوں گے مجھے بتاتے رہنا۔ حضرت سعدؓ نے ان ہدایات کے مطابق لشکر کی ترتیب لگائی اور حضرت عمرؓ کو مفصل حالات لکھے۔ ہر دس آدمیوں پر نگران مقرر کرنا اسی نظام کے تحت تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں رائج تھا۔

(تاریخ الطبری جلد ۴ صفحہ ۱۱۵-۱۱۶ دار الفکر ۲۰۰۲ء)

ایک اَور خط میں حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو تحریر فرمایا کہ اپنے دل کو نصیحت کرتے رہو اور اپنی فوج کو وعظ و نصیحت کرتے رہو صبر اختیار کرو صبر اختیار کرو کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بدلہ نیت کے مطابق ملتا ہے۔ جو ذمہ داری تمہارے سپرد ہے اور جو کام تم کرنے جا رہے ہو اس میں پوری احتیاط سے کام کرو۔ خوب احتیاط سے کام کرو۔ خدا سے عافیت چاہو اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ کثرت سے پڑھا کرو۔ مجھے تحریر کرو کہ تمہارا لشکر کہاں تک پہنچ گیا ہے اور تمہارے مقابلے میں دشمن کا سپہ سالار کون مقرر کیا گیا ہے کیونکہ بعض ہدایات جو میں تحریر کرنا چاہتا تھا صرف اس وجہ سے تحریر نہیں کر سکا کہ مجھے تمہارے اور تمہارے دشمن کے بعض کوائف کا پوری طرح علم نہیں۔ سارے کوائف بھیجو۔ پھر میں تمہیں مزید ہدایات دوں گا۔ پس مسلمانوں کے لشکر کی منازل میرے پاس بہ تفصیل لکھ بھیجو اور اس علاقے کی کیفیت جو تمہارے درمیان اور ایرانی دار الحکومت مدائن کے درمیان ہے اس طرح لکھ بھیجو کہ گویا مجھے آنکھوں سے نظر آ جائے یعنی پوری باریکی سے ساری تفصیل لکھو اور اپنی تمام کیفیت مجھے وضاحت سے تحریر کرو اور خدا تعالیٰ سے ڈرو اور اس سے امید رکھو اور اپنے کام کے سلسلہ میں اسی پر توکّل کرو اور اس بات سے ڈرتے رہو کہ خدا تمہیں ہٹا کر کوئی اَور قوم یہ کام سرانجام دینے کے لیے لے آئے۔

(تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۳۸۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

(مقالہ ’تاریخ اسلام بعہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ‘ از مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب صفحہ 50-51)

یعنی ہمیشہ خدا کا تمہیں خوف رہنا چاہیے۔ یہ نہیں کہ تمہارا کوئی ٹھیکیدار بنا دیا۔ اگر تم نے یہ ذمہ داری نہ سنبھالی تو خدا تعالیٰ تمہیں اس کام سے ہٹا دے گا اور کوئی اس کام کو سرانجام دینے کے لیے لے آئے گا اور یہ کام تو بہر حال ہونا ہے۔

قادسیہ پہنچ کر حضرت سعدؓ نے حضرت عمرؓ کو اپنے لشکر کے قیام اور حدود اربعہ کے متعلق مفصل لکھ کر بھیجا۔ حضرت عمرؓ نے جواب تحریر فرمایا کہ اپنی جگہ پر مقیم رہو یہاں تک کہ دشمن خود حملہ آور ہو اور اگر دشمن کو شکست ہو گئی تو مدائن تک پیش قدمی کرنا۔

(تاریخ الطبری جلد ۴ صفحہ ۱۱۷-۱۱۸ دار الفکر ۲۰۰۲ء)

حضرت سعدؓ کے ضمن میں یہ بیان ہو چکا ہے لیکن یہاں حضرت عمرؓ کے حوالے سے بھی بیان کرنا ضروری ہے کہ حضرت سعدؓ نے دربارِ خلافت کی ہدایت کے مطابق قادسیہ میں ایک ماہ قیام کیا۔ تاہم ایرانیوں میں سے کوئی بھی ان کے مقابلے کے لیے نہ آیا۔ اس پر اس علاقے کے لوگوں نے ایران کے بادشاہ یَزْدَجَرْد کے نام خط لکھا کہ اہل عرب کچھ عرصہ سے قادسیہ میں مقیم ہیں اور آپ لوگوں نے ان کے مقابلے کے لیے کچھ نہیں کیا۔ انہوں نے فرات تک کا علاقہ برباد کر دیا ہے، مویشی وغیرہ لوٹ لیے ہیں۔ اگر مدد نہ آئی تو ہم سب کچھ ان کے حوالے کر دیں گے۔ اس خط کے بعد یَزْدَجَرْد نے رستم کو بلایا اور وہ حیلے بہانوں سے جنگ میں شرکت

سے گریز کرتا رہا۔ رستم بچتا رہا اور اپنی جگہ جالینوس کو فوج کا سپہ سالار مقرر کرنے کا مشورہ دیا مگر بادشاہ کے سامنے رستم کی ایک نہ چلی اور اسے لشکر کو ساتھ لے کر جانا پڑا۔

حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو لکھا کہ رستم کے پاس دعوت اسلام دینے کے لیے تم ایسے لوگوں کو بھیجو جو وجیہ، عقل مند اور بہادر ہوں۔ یونہی جنگ نہیں کر دینی۔ دشمن کو بھی دعوت اسلام دینی ہے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس دعوت کو ان کی توہین اور ہماری کامیابی کا ذریعہ بنائے گا تم روزانہ مجھے خط لکھتے رہو۔ اس کے بعد حضرت سعدؓ نے چودہ نامور اشخاص کو منتخب کر کے دربارِ ایران میں سفیر بنا کر بھیجا تا کہ وہ شاہِ ایران یَزْدَجَرْد کو دعوت اسلام دیں۔ مسلمان گھوڑوں پر سوار تھے۔ ان مسلمانوں پر چادریں تھیں اور ان کے ہاتھوں میں کوڑے تھے۔ سب سے پہلے حضرت نعمان بن مُقَرِّن نے بادشاہ سے بات کی۔ پھر مُغِیرہ بن زُرَارَہ نے۔ مُغِیرہ نے بادشاہ سے یہ کہا کہ تمہارے ساتھ یا تو جنگ ہو گی یا پھر تمہیں جزیہ دینا ہو گا۔ اب تمہارے اختیار میں ہے کہ ہماری ماتحتی تسلیم کرتے ہوئے جزیہ دو یا پھر جنگ کے لیے تیار رہو۔ تاہم ایک تیسری بات بھی ہے۔ اگر اسلام قبول کرلو گے تو ہر چیز سے اپنے آپ کو محفوظ کرلو گے۔ اس پر یَزْدَجَرْد نے کہا کہ اگر قاصدوں کو قتل کرنا ممنوع نہ ہوتا تو مَیں تم سب کو قتل کر دیتا۔ میرے پاس تمہارے لیے کچھ نہیں ہے۔ دور جاؤ یہاں سے۔ پھر اس نے مٹی کا ایک ٹوکرا منگوا کر کہا کہ میری طرف سے یہ لے جاؤ اور اس نے حکم دیا کہ ان قاصدوں کو مدائن کے دروازے سے باہر نکال دو۔ عاصم بن عمرو نے وہ مٹی لی اور جا کر حضرت سعدؓ کو دیتے ہوئے کہا کہ خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس ملک کی چابیاں عطا کر دی ہیں۔ اس واقعہ کے بعد کئی مہینے تک دونوں طرف سکوت رہا۔ رستم اپنی فوج کے ساتھ سَابَاط میں پڑا رہا اور یَزْدَجَرْد کی تاکید کے باوجود جنگ سے جی چراتا رہا۔ یَزْدَجَرْد کو بار بار لوگوں نے کہا کہ ہماری حفاظت کریں ورنہ ہم اہلِ عرب کے مطیع ہو جائیں گے۔ اس پر مجبور ہو کر رستم کو مقابلے کے لیے بڑھنا پڑا اور ایرانی فوجیں سَابَاط سے نکل کر قادسیہ کے میدان میں خیمہ زن ہوئیں۔ رستم جب سَابَاط سے نکلا تو اس کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی اور اس کے ہمراہ تینتیس ہاتھی تھے۔ رستم نے مدائن سے قادِسِیّہ پہنچنے تک چار ماہ کا عرصہ لگایا۔ رستم نے قادسیہ میں پڑاؤ ڈالنے کے بعد اگلی صبح اسلامی لشکر کا جائزہ لیا اور مسلمانوں کو واپس جانے اور صلح کی پیش کش کی۔ رستم نے مسلمانوں کو کہا صلح کرلو اور واپس چلے جاؤ جس کا جواب مسلمانوں کی طرف سے یہ دیا گیا کہ ہم دنیا طلبی کے لیے نہیں آئے بلکہ ہمارا مقصد آخرت ہے۔ رستم نے مطالبہ کیا کہ اس کے دربار میں مسلمانوں کی طرف سے ایلچی مذاکرات کے لیے آئیں۔ رستم کے دربار میں عمدہ اور قیمتی قالین بچھائے گئے اور مکمل آرائش و زیبائش کا انتظام کیا گیا۔ رستم کے لیے سونے کا تخت بچھایا گیا اور اس پر قالین بچھا کر اور سونے کے دھاگوں سے تیار کردہ تکیے لگا کر خوب مزین کیا گیا۔ مسلمانوں کی جانب سے سب سے پہلے حضرت رِبْعِی بن عَامِرؓ گئے۔ وہ رستم کی طرف اس حال میں گئے کہ اپنے نیزے کا سہارا لیتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے رہے جس سے نیزے کی نوک سے قالین اور گدے پھٹتے چلے جاتے تھے۔ وہ رستم کے پاس پہنچے اور نیچے بیٹھ کر اپنا نیزہ قالین میں گاڑ دیا۔ حضرت رِبْعِیؓ نے تین باتیں رستم کے سامنے رکھیں کہ (۱) آپ لوگ اسلام لے آئیں ہم آپ کا پیچھا چھوڑ دیں گے اور آپ کے ملک سے بھی ہمیں کوئی سروکار نہیں ہو گا۔ پھر ٹھیک ہے ملک کو سنبھالو۔ (۲) ہمیں جزیہ دیں جسے قبول کر کے ہم آپ کی حفاظت کریں گے۔ جزیہ دے دو تو پھر ہم تمہاری حفاظت بھی کریں گے۔ (۳) اگر کوئی بھی صورت منظور نہ ہو تو پھر چوتھے دن آپ سے لڑائی ہو گی۔ ان تین دنوں میں ہماری طرف سے جنگ کی ابتدا نہیں ہو گی۔ لیکن یہ بھی ہے کہ چوتھے دن لڑائی تو ہو گی لیکن ان تین دنوں میں ہماری طرف سے جنگ کی ابتدا نہیں ہو گی۔ لیکن اگر آپ لوگوں نے جنگ شروع کر دی تو پھر ہم لڑنے پر مجبور ہوں گے۔ اگلے روز حضرت سعدؓ نے حُذَیفہ بن مِحصِن کو بھجوایا۔ انہوں نے بھی حضرت رِبْعِیؓ والی تینوں باتیں دہرائیں۔ تیسرے روز حضرت مغیرہ بن شعبہؓ گئے۔ جب انہوں نے اپنی گفتگو کے آخر میں اپنے پہلے دونوں ساتھیوں کی مانند اسلام، جزیہ اور قتال کا ذکر کیا تو رستم نے کہا تب ضرور تم لوگ مرو گے۔ اس پر حضرت مغیرہؓ نے کہا جو ہم میں سے قتل ہو گا وہ جنت میں جائے گا اور جو تم میں سے قتل ہو گا وہ جہنم میں جائے گا اور جو ہم میں سے زندہ رہیں گے وہ تم لوگوں پر کامیاب رہیں گے۔ حضرت مغیرہؓ کی بات سن کر رستم نے سخت برہم ہو کر قسم کھا کر کہا کہ آفتاب کی قسم! کل ابھی دن مکمل نکلنے بھی نہ پائے گا کہ ہم اس سے قبل ہی تم سب کو تہِ تیغ کر دیں گے۔

حضرت مُغیرہؓ کے بعد بھی چند سمجھدار مسلمانوں کو حضرت سعدؓ نے رستم کے دربار میں بھیجا جن کی شام کو واپسی ہوئی۔ حضرت سعدؓ نے مسلمانوں کو مورچہ بند ہونے کا حکم دیا اور ایرانیوں کی طرف پیغام بھجوایا کہ دریا عبور کرنا تمہارا کام ہے۔ پل پر مسلمانوں کا قبضہ تھا اس لیے ایرانیوں کو دوسری جگہ ساری رات دریائے عتیق پر پل بنانا پڑا۔ رستم نے پل عبور کرتے وقت کہا کہ کل ہم مسلمانوں کو پیس کر رکھ دیں گے۔ آگے سے ایک شخص نے کہا۔ اس کے ساتھیوں میں سے کسی نے کہا کہ اگر اللہ چاہے تو۔ شاید اس کو اللہ پر بھی یقین تھا۔ اس پر رستم نے کہا! اگر اللہ نہ بھی چاہے (نعوذ باللہ) تب بھی ہم پیس دیں گے۔ مسلمان اپنی صف بندی مکمل کر چکے تھے اور حضرت سعدؓ کے جسم میں پھوڑے نکل آئے۔ اس دوران ان کو بیماری ہو گئی، پھوڑا نکل آیا اور وہ عِرْقُ النَّسَا یعنی شیاٹیکا کی بیماری کے باعث بیٹھ بھی نہیں سکتے تھے۔ وہ سینے کے بل لیٹے رہتے تھے۔ ان کے سینے کے نیچے تکیہ رکھا ہوتا تھا جس کے سہارے وہ محل کی چھت سے یا درخت کے اوپر جو مچان بنائی تھی اس کے اوپر سے لشکر کی طرف دیکھتے رہتے۔ حضرت سعدؓ نے خالد بن عَرفطہ کو اپنا نائب مقرر کیا۔ حضرت سعدؓ نے مسلمانوں سے خطاب کیا اور انہیں جہاد کی ترغیب دی اور اللہ کی فتح کا وعدہ یاد دلایا۔

اہل فارس کی افواج دریائے عتیق کے کنارے تھیں۔ یہ دریائے عتیق بھی ایک دریا ہے جو فرات سے نکلتا ہے اور مسلمانوں کی افواج قُدَیس کی دیوار اور خندق کے ساتھ تھیں۔ قُدَیس قادسیہ کے نزدیک ایک احاطہ ہے جو دریائے عتیق سے ایک میل کے فاصلے پر تھا۔ ایرانی فوج میں سے تیس ہزار زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی یعنی آپس میں انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ زنجیریں باندھی ہوئی تھیں تا کہ کسی کو دوڑنے کا موقع نہ ملے۔ حضرت سعدؓ نے مسلمانوں کو سورۂ انفال پڑھنے کا حکم دیا۔ جب تلاوت کی گئی تو مسلمانوں نے سکینت محسوس کی۔ نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد مسلمانوں اور اہل فارس کے درمیان لڑائی کا آغاز ہوا۔ انہوں نے مسلمانوں کو کافی نقصان پہنچایا۔ قبیلہ بنو تمیم کے ماہر تیر اندازوں کو بلا کر حضرت عاصمؓ نے کہا کہ اپنے تیروں کے ذریعہ ان ہاتھیوں پر بیٹھے سواروں پر حملہ کرو اور بہادر سپاہیوں سے کہا کہ ہاتھیوں کی پشت پر جا کر ان کے ہودجوں کے بندھ کاٹ ڈالو۔ چنانچہ کوئی ہاتھی ایسا نہ بچا جس کے اوپر سے اس کا سامان اور سوار باقی بچا ہو۔ سورج غروب ہونے کے بعد تک لڑائی جاری رہی۔ پہلے روز قبیلہ بنو اسد کے پانچ سو مسلمان شہید ہوئے۔ اس دن کو یوم اَرْمَاثْ کہا جاتا ہے۔ دوسرے روز صبح ہوئی تو حضرت سعدؓ نے سب شہداء کو دفنایا اور زخمیوں کو عورتوں کے سپرد کیا تا کہ وہ ان کی دیکھ بھال کریں۔ اسی دوران ملک شام سے مسلمانوں کو کمک موصول ہوئی۔

حضرت ہاشم بن عُتْبہ بن ابی وقاصؓ اس کمک کے امیر تھے۔ اس کے اگلے حصہ پر حضرت قَعْقَاع بن عمروؓ امیر تھے۔ قَعْقَاع بہت جلد سفر طے کر کے اغواث کی صبح عراق کے لشکر میں پہنچ گئے۔ قَعْقَاع نے یہ ہوشیاری کی کہ اپنے ہراول دستوں کو دس دس سپاہیوں کے گروپوں میں تقسیم کر دیا تھا جو ایک دوسرے سے کچھ فاصلہ پر حرکت کر رہے تھے اور باری باری اسلامی لشکر سے یہ دس دس کے دستے ملتے جاتے تھے۔ ہر دستہ کے آنے پر نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوتا اور یوں معلوم ہوتا کہ اسلامی لشکر کو مسلسل کمک مل رہی ہے۔ خود حضرت قَعْقَاع پہلے حصہ میں پہنچے۔ جاتے ہی مسلمانوں کو سلام کیا اور لشکر کی آمد کی خوشخبری سنائی اور کہا اے لوگو! تم وہ کرو جو میں کر رہا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ آگے بڑھے اور مُبارزت طلب کی۔ یہ سن کر بَہْمَن جَاذَوِیہ مقابلہ کے لیے نکلا۔ دونوں میں مقابلہ ہوا اور حضرت قَعْقَاعؓ نے اسے قتل کر دیا۔ مسلمان بَہْمَن جَاذَوِیہ کے قتل اور مسلمانوں کے امدادی لشکر کی وجہ سے بہت خوش تھے۔ حضرت قَعْقَاعؓ کے بارے میں حضرت ابوبکرؓ کا ایک قول ہے کہ وہ لشکر ناقابل شکست ہوتا ہے جہاں ان جیسے شخص موجود ہوں۔

اس دن ایرانی اپنے ہاتھیوں کے ذریعہ جنگ نہ کر سکے کیونکہ ان کے ہودج گذشتہ روز ٹوٹ گئے تھے۔ اس لیے وہ صبح سے ان کی درستگی میں مشغول تھے اور مسلمانوں نے یہ ترکیب اختیار کی کہ اپنے اونٹوں کو جھول پہنا دیے جس کے باعث اونٹ اوجھل ہو گئے۔ ان کے اوپر کپڑے ڈال دیے ان کے جسم اور گردنیں سب چھپ گئیں اور یوں معلوم ہوتا تھا گویا ہاتھی ہیں۔ یہ اونٹ جہاں جاتے ایرانیوں کے گھوڑے اس طرح

بدکنے شروع کر دیتے جیسے گذشتہ روز مسلمانوں کے گھوڑے بدکتے رہے تھے۔ صبح سے لے کر دوپہر تک فریقین کے گھڑسوار مقابلہ کرتے رہے۔ جب دن آدھے سے زیادہ گزر گیا تو عمومی جنگ شروع ہوئی جو آدھی رات تک جاری رہی۔ یہ دوسرا دن یوم اَغْوَاث کہلاتا ہے اور یہ دن مسلمانوں کے نام رہا یعنی اس میں مسلمانوں کو کامیابی ملی۔ تیسرے دن کی صبح ہوئی تو دونوں لشکر اپنے اپنے مورچوں میں تھے۔ اس روز خون ریز جنگ ہوئی۔ مسلمان شہداء کی تعداد دو ہزار تھی اور ایرانی فوج کے دس ہزار سپاہی قتل ہوئے۔ مسلمان اپنے مقتولین کو دفن کرتے رہے اور زخمیوں کو علاج کے لیے عورتوں کے سپرد کرتے رہے جبکہ ایرانیوں کے مقتولین کی لاشیں اسی طرح میدان میں پڑی رہیں۔ اس رات ایرانی اپنے ہاتھیوں کے ہودج وغیرہ درست کرتے رہے۔ پیدل فوج ہاتھیوں کی حفاظت کے لیے ساتھ تھی تاہم آج کے روز وہ ہاتھی اتنی تباہی نہ پھیلا سکے جتنی انہوں نے پہلے دن پھیلائی تھی۔ حضرت سعدؓ نے حضرت قَعْقَاعؓ اور حضرت عَاصِمؓ کی طرف پیغام بھیجا کہ ایرانیوں کے سفید ہاتھی سے میرا پیچھا چھڑاؤ۔ چنانچہ حضرت قَعْقَاعؓ اور حضرت عاصمؓ نے حملہ کر کے اس کی دونوں آنکھوں میں نیزے گھونپے جس سے ہاتھی نے بدحواس ہو کر اپنے سوار کو نیچے گرا دیا۔ اس کی سونڈ کاٹ دی گئی اور پھر تیروں کے حملے کر کے اسے نیچے گرنے پر مجبور کر دیا۔ اس کے بعد دوسرے مسلمانوں نے ایک اور ہاتھی کی آنکھوں میں نیزے مارے۔ کبھی وہ بھاگ کر مسلمانوں کے لشکر میں آتا تو وہ اس کو نیزے کی نوک چبھوتے اور کبھی ایرانیوں کے لشکر میں جاتا تو وہ اس کو نیزے چبھوتے۔ بالآخر وہ ہاتھی جسے اَجْرَبْ کہتے تھے دریائے عتیق کی طرف بھاگا اور اس کی دیکھا دیکھی دیگر ہاتھی بھی اس کے پیچھے دریا میں کود گئے اور وہ اپنے سواروں سمیت ہلاک ہو گئے۔ دن ڈھلنے تک یہ لڑائی جاری رہی۔ اسے یوم عَمَاس کہتے ہیں۔

عشاء کی نماز کے بعد دوبارہ گھمسان کا رَن پڑا۔ کہا جاتا ہے کہ اس وقت تلواروں کی آوازیں یوں سنائی دے رہی تھیں جیسے لوہاروں کی دکانوں میں لوہا کاٹا جا رہا ہو۔ ساری رات حضرت سعدؓ بھی جاگتے رہے اور اللہ کے حضور دعا میں مشغول رہے۔ عرب و عجم نے اس رات جیسا واقعہ کبھی مشاہدہ نہیں کیا تھا۔ صبح ہوئی تو مسلمانوں کا جوش و جذبہ برقرار تھا اور وہ غالب رہے۔ اس رات کے بعد آنے والی صبح تمام لوگوں پر تھکن کی کیفیت تھی کیونکہ پوری رات وہ جاگتے رہے تھے۔ اس رات کو لَیْلَۃُ الْھَرِیْر کہتے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ لکھی ہے کہ رات مسلمانوں نے آپس میں گفتگو نہ کی بلکہ صرف سرگوشیاں ہی کرتے رہے۔ ھَرِیْر کا مطلب بھی یہی لکھا ہے کہ جب تیر چلایا جاتا ہے تو جس طرح ہلکی سی آواز کمان میں سے نکلتی ہے یا چکی چلنے کی ہلکی سی آواز آ رہی ہو۔ طبری میں بھی لَیْلَۃُ الْھَرِیْر کی وجہ تسمیہ یہی لکھی ہے کہ مسلمان اس رات آغازِ شب سے لے کر صبح تک نہایت بہادری کے ساتھ جنگ کرتے رہے۔ وہ زور سے نہیں بول رہے تھے بلکہ وہ آہستہ آہستہ سے گفتگو کرتے تھے۔ اس وجہ سے اس رات کا نام لَیْلَۃُ الْھَرِیْر مشہور ہو گیا۔ بہر حال چوتھی صبح پھر دوپہر تک لڑائی جاری رہی اور ایرانی پسپائی اختیار کرتے رہے۔ اس کے بعد رستم پر حملہ کیا گیا تو وہ دریائے عتیق کی طرف بھاگ نکلا۔ جب اس نے دریا میں چھلانگ لگائی تو ہلال نامی مسلمان نے اسے پکڑ لیا اور گھسیٹ کر خشکی پر لے آیا اور اسے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد وہ مسلمان جس نے رستم کو قتل کیا تھا اعلان کرنے لگا کہ میں نے رستم کو قتل کر دیا ہے۔ میری طرف آؤ۔ مسلمانوں نے ہر طرف سے اس کو گھیر لیا اور زور سے نعرہ تکبیر لگایا۔ رستم کے قتل کی خبر سے اہل فارس شکست کھا کر بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے انہیں قتل بھی کیا اور ایک بڑی تعداد کو قیدی بھی بنایا۔ اس دن کو یوم قَادِسِیّہ کہا جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ روزانہ صبح ہوتے ہی میدان سے باہر آنے والے سواروں سے جنگ قادِسیہ کے بارے میں پوچھا کرتے تھے۔ جب جنگ کی بشارت لانے والے قاصد نے بتایا کہ اللہ نے مشرکوں کو شکست دی ہے تو حضرت عمرؓ اس وقت دوڑتے جا رہے تھے اور معلومات لیتے جا رہے تھے جبکہ وہ قاصد اپنی اونٹنی پر سوار تھا اور وہ حضرت عمرؓ کو پہچانتا بھی نہ تھا۔ جب وہ قاصد مدینہ میں داخل ہوا اور لوگ حضرت عمرؓ کو امیر المومنین کہہ رہے تھے اور سلام کر رہے تھے تو قاصد نے حضرت عمرؓ سے عرض کی کہ آپؓ نے مجھے کیوں نہیں بتایا کہ آپ امیر المومنین ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اے میرے بھائی! کوئی بات نہیں۔

بہر حال فتح کی اطلاع کے بعد حضرت عمرؓ نے مجمع میں فتح کی خبر پڑھ کر سنائی اور اس کے بعد ایک پُر اثر تقریر کی۔ آپؓ نے حکم بھیجا کہ لشکر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہے اور فوج کی دوبارہ تنظیم و ترتیب کی جائے اور دوسرے قابلِ اصلاح امور کی طرف توجہ دی جائے۔ حضرت سعدؓ نے دربارِ خلافت سے راہنمائی لی تھی کہ قادسیہ کی جنگ میں بہت سے لوگ ایرانیوں کی طرف سے ایسے بھی تھے جو اس سے قبل مسلمانوں سے صلح کر چکے تھے اور ان میں بعض تو اس امر کے ایسے مدعی تھے کہ ایرانی حکومت نے ان کے خلافِ مرضی، جبراً انہیں اپنے ساتھ شامل کر لیا تھا۔ اپنی مرضی سے نہیں آئے تھے بلکہ مجبور ہو کے آئے تھے اور بہت سے لوگوں کا یہ دعویٰ صحیح بھی تھا۔ بہت سے لوگ جنگ کے باعث اس علاقے کو چھوڑ کر دشمن کے علاقے کی طرف چلے گئے تھے اور واپس آ رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان امور کے فیصلے کے لیے مدینہ میں مجلس شوریٰ منعقد کی اور بعد از فیصلہ یہ ہدایت بھیجی کہ جن لوگوں سے مسلمانوں کے معاہدات تھے اور انہوں نے اپنے معاہدات پورے کیے اور اپنے علاقے میں مقیم رہے، دشمن کی طرف نہیں گئے ان کے معاہدات کا پوری وفاداری سے احترام کیا جائے گا۔ جن لوگوں سے مسلمانوں کے معاہدات نہیں تھے مگر وہ اپنے علاقے میں رہے اور دشمن کی طرف جا کر تمہارے خلاف صف آرا نہیں ہوئے تو ان سے بھی وہی سلوک کیا جائے جو ان لوگوں سے کیا جا رہا ہے جن سے معاہدات ہیں۔ جو لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ایرانی حکومت نے جبراً ان کو لشکر میں شامل کر لیا تھا اور ان کا دعویٰ سچا نظر آتا ہے تو ان سے بھی مسلمانوں کے سلوک میں کوئی کمی نہیں کی جائے۔ ان کو بھی کچھ نہ کہا جائے اور جو لوگ اس امر کے جھوٹے مدعی ہیں کہ ان پر جبر کیا گیا بلکہ وہ خود اپنی مرضی سے دشمن کے ساتھ مل کر تمہارے خلاف سرگرم کار رہے تو ان کا پہلا معاہدہ تو منسوخ ہو گیا کیونکہ انہوں نے دشمن کا ساتھ دیا ہے۔ اب یا تو ان سے دوبارہ مصالحت کی جائے یا انہیں ان کی امن کی جگہ پر پہنچا دیا جائے یعنی پھر ان کو معاہدہ کر کے وہاں سے نکال دیا جائے اور جہاں وہ جانا چاہتے ہیں امن سے رہنے کے لیے چلے جائیں اور جن لوگوں سے معاہدات نہیں اور وہ اس علاقے کو چھوڑ کر دشمن کی طرف چلے گئے اور تمہارے خلاف جنگ آزما ہوئے ان کے متعلق اگر تم مناسب سمجھو تو انہیں بھی بلا لو اور وہ جزیہ ادا کر دیں اور تمہارے علاقے میں رہیں۔ نرمی کا سلوک جتنا ہو سکتا ہے کرنا ہے اور تم مناسب سمجھو تو انہیں نہ بلاؤ اور وہ بدستور تمہارے خلاف برسرِ پیکار رہیں اور تم ان کے خلاف لڑائی جاری رکھو۔ اگر وہ پھر لڑائی کرتے رہتے ہیں تو پھر ٹھیک ہے، پھر تمہیں بھی لڑائی کا حق ہے لیکن اگر وہ باوجود دشمن کے ساتھ ملنے کے باز آ جاتے ہیں تو پھر ان کو چھوڑ دو۔

یہ احکام مفید ثابت ہوئے اور نواح کے لوگ واپس آ کر اپنی زمینوں پر آباد ہو گئے اور یہ وسعتِ حوصلہ کی ایک عمدہ مثال ہے۔ کتنی وسعت حوصلہ ہے کہ مسلمانوں نے ان لوگوں کو بھی اپنی زمین آباد کرنے کے لیے بلا لیا جو ایک نہایت نازک وقت میں اپنے معاہدات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے دشمن سے جا ملے تھے۔ گو مدینہ کی مجلسِ مشاورت نے انہیں اس امر کی اجازت دے دی تھی کہ چاہے ایسے ایرانیوں کو واپس بلا لیں چاہے نہ بلائیں اور ان کی اراضی آپس میں تقسیم کر لیں۔ مسلمانوں میں اراضی تقسیم کر دیں۔ مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ اس خطرے کے وقت میں بدعہدی کرنے والوں کو واپس بلایا گیا تو ان کی اراضی پر عام اراضی کی نسبت زیادہ ٹیکس لگایا گیا تھا۔ صرف یہ ایک شرط تھی کہ ٹھیک ہے تم نے بدعہدی کی ہے۔ واپس آ جاؤ اپنی زمینیں آباد کرو لیکن جو ٹیکس زمین کا ہے وہ تمہیں دوسروں کی نسبت زیادہ دینا پڑے گا لیکن بہر حال زمینوں کے مالک بے شک بنے رہو۔ عراق کی فتوحات کے سلسلہ میں اس جنگ کو فیصلہ کن حیثیت حاصل ہے۔ مسلمان مجاہدین نے شدید مخالف حالات کا نہایت ثابت قدمی سے مردانہ وار مقابلہ کیا اور مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ دربار خلافت سے جب لوگوں کے لیے گزارے مقرر ہوئے تو اس ضمن میں قادسیہ میں شرکت بھی ایک وجہ امتیاز سمجھی گئی۔ حضرت عمرؓ نے قادسیہ میں شریک لوگوں کے زیادہ وظیفے مقرر کیے۔

(مقالہ ’تاریخ اسلام بعہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ‘ از مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب صفحہ 91 تا 95)

(ماخوذ از الکامل فی التاریخ جلد 2 صفحہ 301 تا 333 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2006ء)

(ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی صفحہ 84 تا 89 ادارہ اسلامیات 2004ء)

(تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۴۳۵-۴۳۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

(ماخوذ از تاریخ طبری مترجم جلد دوم حصہ دوم صفحہ 263، 310، 325 نفیس اکیڈیمی کراچی 2004ء)

(معجم البلدان جلد ۴ صفحہ ۳۵۶،۹۴) (معجم البلدان جلد اول صفحہ ۲۶۷)

حضرت مصلح موعودؓ نے جنگ قادسیہ کا ذکر کرتے ہوئے جو فرمایا ہے اس میں سے کچھ حصہ بیان کرتا ہوں۔ ’’حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب خسرو پرویز کے پوتے یزدؔجرد کی تخت نشینی کے بعد عراق میں مسلمانوں کے خلاف وسیع پیمانہ پر جنگی تیاریاں شروع ہوگئیں تو حضرت عمرؓ نے ان کے مقابلہ کے لئے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی سرکردگی میں ایک لشکر روانہ کیا۔ حضرت سعدؓ نے جنگ کیلئے قادسیہ کا میدان منتخب کیا اور حضرت عمرؓ کو اس مقام کا نقشہ بھجوادیا۔ حضرت عمرؓ نے اس مقام کو بہت پسند کیا مگر ساتھ ہی لکھا کہ پیشتر اس کے کہ شاہِ ایران کے ساتھ جنگ کی جائے تمہارا فرض ہے کہ ایک نمائندہ وفد شاہِ ایران کے پاس بھجواؤ اور اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دو۔ چنانچہ انہوں نے اس حکم کے ملنے پر ایک وفد یزدجرد کی ملاقات کے لئے بھجوادیا۔ جب یہ وفد شاہِ ایران کے دربار میں پہنچا تو شاہِ ایران نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ان لوگوں سے پوچھو کہ یہ کیوں آئے ہیں اور انہوں نے ہمارے ملک میں کیوں فساد برپا کر رکھا ہے۔ جب اس نے یہ سوال کیا تو وفد کے رئیس حضرت نعمان بن مُقرّنؓ کھڑے ہوئے اور انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ آپؐ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اسلام کو پھیلائیں اور دنیا کے تمام لوگوں کو دین حق میں شامل ہونے کی دعوت دیں۔ اس حکم کے مطابق ہم آپ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے ہیں اور آپ کو اسلام میں شمولیت کی دعوت دیتے ہیں۔ یزدؔجرد اس جواب سے بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ تم ایک وحشی اور مُردار خور قوم ہو۔ تمہیں اگر بھوک اور افلاس نے اس حملہ کے لئے مجبور کیا ہے تو میں تم سب کو اس قدر کھانے پینے کا سامان دینے کے لئے تیار ہوں کہ تم اطمینان کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرسکو۔ اسی طرح تمہیں پہننے کے لئے لباس بھی دوں گا۔ تم یہ چیزیں لو اور اپنے ملک کو واپس چلے جاؤ۔ تم ہم سے جنگ کرکے اپنی جانوں کو کیوں ضائع کرنا چاہتے ہو۔ جب وہ بات ختم کرچکا تو اسلامی وفد کی طرف سے حضرت مغیرہ بن زُرارہؓ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا۔ آپ نے ہمارے متعلق جو کچھ بیان کیا ہے یہ بالکل درست ہے۔ ہم واقعہ میں ایک وحشی اور مُردار خور قوم تھے۔ سانپ اور بچھو اور ٹڈیاں اور چھپکلیاں تک کھاجاتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضل کیا اور اس نے اپنا رسولؐ ہماری ہدایت کے لئے بھیجا۔ ہم اس پر ایمان لائے اور ہم نے اس کی باتوں پر عمل کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب ہم میں ایک انقلاب پیدا ہوچکا ہے۔ اور اب ہم میں وہ خرابیاں موجود نہیں جن کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ اب ہم کسی لالچ میں آنے کے لئے تیار نہیں۔ ہماری آپ سے جنگ شروع ہوچکی ہے۔ اب اس کا فیصلہ میدانِ جنگ میں ہی ہوگا‘‘ اگر آپ کو یہی منظور ہے کہ دعوت نہیں مانتے اور ہمارے ساتھ جنگ کرنا چاہتے ہیں تو پھر ٹھیک ہے ہم بھی جنگ کریں گے۔ ’’دنیوی مال ومتاع کا لالچ ہمیں اپنے ارادہ سے باز نہیں رکھ سکتا۔ یزدؔجرد نے یہ بات سنی تو اسے سخت غصہ آیا اور اس نے ایک نوکر سے کہا کہ جاؤ اور مٹی کا ایک بورا لے آؤ۔ مٹی کا بورا آیا تو اس نے اسلامی وفد کے سردار کو آگے بلایا اور کہا کہ چونکہ تم نے میری پیشکش کو ٹھکرا دیا ہے۔ اس لئے اب اس مٹی کے بورے کے سوا تمہیں اور کچھ نہیں مل سکتا۔ وہ صحابیؓ نہایت سنجیدگی کے ساتھ آگے بڑھے۔ انہوں نے اپنا سر جھکا دیا‘‘ جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہوچکا ہے لیکن یہ تھوڑی سی تفصیل ہے اپنا سر جھکا دیا ’’اور مٹی کا بورا اپنی پیٹھ پر اٹھالیا پھر انہوں نے ایک چھلانگ لگائی اور تیزی کے ساتھ اس کے دربار سے نکل کھڑے ہوئے اور اپنے ساتھیوں کو بلند آواز سے کہا آج ایران کے بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے اپنے ملک کی زمین ہمارے حوالے کردی ہے اور پھر گھوڑوں پرسوار ہوکر تیزی سے نکل گئے۔ بادشاہ نے جب ان کا یہ نعرہ سنا تو وہ کانپ اٹھا اور اس نے اپنے درباریوں سے کہا دوڑو اور مٹی کا بورا ان سے واپس لے آؤ۔ یہ تو بڑی بدشگونی ہوئی ہے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے اپنے ملک کی مٹی ان کے حوالے کردی ہے مگر وہ اس وقت تک گھوڑوں پرسوار ہوکر بہت دور نکل چکے تھے۔ لیکن آخر وہی ہوا جو انہوں نے کہا تھا اور چند سال کے اندر اندر سارا ایران مسلمانوں کے ماتحت آ گیا۔‘‘ حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ ’’یہ عظیم الشان تغیر مسلمانوں میں کیوں پیدا ہوا؟ اسی لئے کہ قرآنی تعلیم نے ان کے اخلاق اور ان کی عادات میں ایک انقلاب پیدا کردیا تھا۔ ان کی سفلی زندگی پر اس نے ایک موت طاری کردی تھی اور انہیں بلند کردار اور اعلیٰ درجہ کے اخلاق کی سطح پر لاکر کھڑا کردیا تھا۔‘‘ (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 204-205) جس کی وجہ سے یہ انقلاب پیدا ہوا۔ پس قرآنی تعلیم پر عمل کرنے سے ہی حقیقی انقلاب آیا کرتے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی یہ ذکر چلے گا۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

☆…☆…☆

’’تاریخ جلسہ ہائے سالانہ نمبر‘‘ پر تبصرے

قسط 2:

• مکرمہ بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون کینیڈا سے تحریر کرتی ہیں:

’’تاریخ جلسہ ہائے سالانہ نمبر‘‘ میرے ہاتھوں میں ہے۔ اتنا خوبصورت شمارہ نکالنے پر آپ اور آپ کی انتھک ٹیم کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ جلسہ ہائے سالانہ قادیان دارالامان اور پاکستان میں ہونے والے جلسہ ہائے سالانہ کی تاریخ کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت سے ممالک میں ہونے والے سالانہ جلسہ جات کی تفصیل پڑھ کر بہت مزا آیا ان سارے مضامین کے بارے میں بس یہی کہوں گی۔

کون سا پھول چنوں گلشن سے
ایک سے ایک سوا لگتا ہے

2020ء میں کووڈ19 کی وجہ سے جلسہ سالانہ کا انعقاد نہیں ہوسکا۔ اب یہ مژدہ جاں فزا سنا ہے کہ محض خدا کے فضل اور احسان کے ساتھ جلسہ سالانہ یوکے کا انعقاد ہو رہا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ ہم نے تو جلسہ سالانہ کی لائیو نشریات سننے کے لئے تیاریاں شروع کردی ہیں پیارے آقا سیّدنا وامامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطابات تو جلسے کی جان ہوتے ہیں۔ اللہ کرے کہ ہم سب اس جلسے کی تمام کارروائی کو پوری توجہ اور انہماک سے سنیں۔ اللہ تعالیٰ الفضل کی تمام ٹیم کو اپنی حفاظت خاص میں رکھے سب کی صحت وعمر میں فوق العادت برکت عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

• مکرم طاہر احمد۔ فن لینڈ سے لکھتے ہیں:

الفضل کا ایک شاندار شمارہ ’’تاریخ ہائے جلسہ سالانہ نمبر‘‘ کو جلسہ سالانہ یوکے کے ماحول میں پڑھا اور اتنا مزا آیا جس کا صحیح بیان ممکن نہیں۔ اتنی تاریخ کو ایک جگہ اکٹھا کرکے آپ نے قارئین کے لئے مسیح کا ایک ایسا لنگر (مائدہ) تیار کردیا ہے کہ جس سے بار بار مستفیض ہونے کو دل کرتا ہے اور دل اللہ کے فضل واحسانات سے حمد وثنا سے بھر جاتا ہے۔ تمام لکھاریوں جنہوں نے اتنی محنت سے یہ سب مضامین لکھے اور آپ کی سب ٹیم کے لئے بہت دعائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی خدمات قبول فرمائے۔ آمین

☆☆☆

• مکرم عبدالکریم قدسی لکھتے ہیں:

تاریخ میں پہلی بار نایاب معلومات سے بھرپور تحریر بہت مبارک۔

☆☆☆

• مکرم شیخ سعید احمد۔ کینیڈا سے لکھتے ہیں:

ماشاء اللہ! زبردست نمبر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزاء عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆

• مکرم مبشر احمد عابد لکھتے ہیں:

الفضل جلسہ سالانہ کے بارہ میں بہت اچھا تھا بہت عمدہ معلومات تھیں۔ جزاکم اللہ کافی پیاس بجھ گئی ہے۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
GET IT ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں

+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

آج کی دعا

اِنِّیۡٓ اُحَافِظُ کُلَّ مَنۡ فِی الدَّارِ

(تذکرہ صفحہ 348) بحوالہ الحکم جلد 6 نمبر 16 مؤرخہ 30 اپریل 1902ء)

ترجمہ: میں ہر ایک کو جو تیری چار دیواری کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا۔

یہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو طاعون سے حفاظتِ الٰہی کا الہام ہوا تھا۔ یہ الہام آپ کو متعدد بار ہوا تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں

اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خاک وخشت کے گھر میں بودوباش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 10)

4 مئی 1904ء کو مولوی محمد علی صاحب ایم اے مینیجر وایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی طبیعت علیل ہوگئی اور دردِ سر اور بخار کے عوارض کو دیکھ کر مولوی صاحب کو شبہ گزرا کہ شاید طاعون کے آثار ہیں۔ جب اس بات کی خبر حضرت اقدسؑ کو ہوئی تو آپؑ فوراً مولوی صاحب کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ

میرے دار میں ہو کر اگر آپ کو طاعون ہو تو پھر اِنِّیۡٓ اُحَافِظُ کُلَّ مَنۡ فِی الدَّارِ الہام اور یہ سب کاروبار عبث ٹھہرا۔ آپ نے نبض دیکھ کر ان کو یقین دلایا کہ ہرگز بخار نہیں ہے۔ پھر تھرمامیٹر لگا کر دیکھا کہ پارہ اس حد تک نہیں ہے جس سے بخار کا شبہ ہو۔ اور فرمایا کہ میرا تو خدا کی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ اس کی کتابوں پر ہے۔

(البدر جلد 3 نمبر 18-19 مؤرخہ 8 تا 16 مئی 1904ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

تاریخ جلسہ ہائے سالانہ نمبر

جلسہ سالانہ برطانیہ 2021ء کے موقع روز نامہ الفضل آن لائن لندن کو مختلف ممالک کے جلسہ سالانہ کی تاریخ پر سالانہ نمبر نکالنے کی توفیق ملی جو 4 اگست 2021ء کو الفضل آن لائن کی زینت بنا اور قارئین میں بہت مقبول ہوا۔ الحمد للہ علی ذلک۔

ادارہ کو اسکی مقبولیت کی وجہ سے احساس ہوا کہ باقی اور ممالک کی تاریخ جلسہ سالانہ اکٹھی کی جائے۔ جس کا اظہارِ بعض قارئین نے بھی کیا ہے۔ لہذا قارئین سے درخواست ہے کہ باقی ماندہ ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ پر نوٹس لکھ کر بھجوائیں اور ادارہ نے اس سلسلہ میں جن دوستوں کو مضامین لکھنے کی درخواست کی ہے وہ اپنی اولین فرصت میں مضامین قلمبند کر کے جلد بھجوائیں۔

کان اللّٰہ معکم حیث ما کنتم۔

(ابوسعید۔ ایڈیٹر)

شعراء کرام توجہ فرمائیں

’منظوم کلام‘ روزنامہ الفضل کا آغاز سے ہی زینت بنتا رہا ہے۔ ادارہ احمدی شعراء اسے اپنا منظوم کلام روزنامہ الفضل آن لائن لندن میں اشاعت کے لئے info@alfazlonline.org پر بھجوانے کی درخواست کرتا ہے۔ منظوم کلام وہ ہو جو وائرل نہ ہوا ہو۔ نو آموز شعراء اپنا کلام کسی مستند شاعر کو دکھلا کر اور اسکی نوک پلک درست کروا کر بھیجتے وقت یہ تحریر کر دیں کہ ’’میں نے فلاں شاعر سے اپنا کلام درست کروا لیا ہے۔‘‘

فجزاکم اللّٰہ خیرا

(ادارہ الفضل)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

حسنِ ارادہ

ہر کام شروع کرنے سے پہلے جہاں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھنی چاہیے، وہاں کسی بھی امر کا ارادہ کرتے وقت اللہ تعالیٰ سے اس امر کے اختیار کرنے کی توفیق مانگتے ہوئے دعا مانگنی چاہیے۔ کئی دفعہ جلدی سے کسی کام کا ارادہ دعا کیے بغیر کر لیا جاتا ہے، اگر ارادہ کرتے وقت دعا کر لی جائے تو اس امر کے واقع ہونے یا نہ ہونے، ہر دو صورتوں میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ، توکل اور شکر کرنے کا زیادہ موقع ملتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی امر کا ارادہ کرتے تو یہ دعا فرماتے:

اَللّٰھُمَّ خِرۡلِیۡ وَاخۡتَرۡلِیۡ

ترجمہ اے اللہ! مجھے بہتر امر اختیار کرنے کی خود توفیق عطا فرما۔

مرسلہ: ناصرہ احمد، کینیڈا

16اگست2021ء

		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	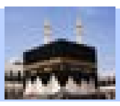	04:39	18:50
مدینہ منورہ	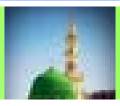	04:34	18:55
قادیان	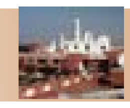	04:26	19:11
ربوہ	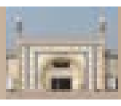	04:06	18:51
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:22	20:22

مالی مشکلات سے نجات

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ خاکسار اور مولوی عبد اللہ صاحب سنوری کو قادیان دارالامان میں اکٹھا رہنے کا موقع ملا۔ ایک دن دوران گفتگو میں نے عرض کیا کہ آپ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کا کوئی خاص واقعہ بتائیں۔ حضرت مولوی صاحب نے حضرت اقدس کی خاص برکات کا ایک واقعہ سنایا۔ آپ نے بیان کیا کہ میں ایک عرصہ تک مالی مشکلات میں مبتلا رہا اور کئی ہزار روپے کا مقروض ہوگیا۔ میں نے مالی مشکلات سے گھبرا کر بے چینی کی حالت میں حضرت اقدس علیہ السلام کے حضور نہایت عاجزی سے اپنی مالی مشکلات کے ازالہ کیلئے درخواست دعا کی۔ اس پر حضور اقدس نے فرمایا میاں عبد اللہ ہم بھی انشاء اللہ آپکے لئے دعا کریں گے لیکن آپ اس طرح کریں کہ فرضوں کی نماز کے بعد گیارہ دفعہ لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کا وظیفہ جاری رکھیں۔ چنانچہ حضور اقدس کے ارشاد کے مطابق میں نے کچھ عرصہ اس وظیفہ کو جاری رکھا اور خود حضور نے بھی دعا فرمائی خدا کے فضل سے تھوڑے ہی عرصہ میں میرا سب قرض اتر گیا اس کے بعد جب کبھی بھی مجھے مالی پریشانی ہوتی ہے تو میں یہی وظیفہ کرتا ہوں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے لئے کشائش کے سامان پیدا فرما دیتا۔ یہ وظیفہ میں نے بار بار پڑھا ہے۔ اور اس سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔

حضرت مولوی صاحب کی یہ بات سن کر میں نے عرض کیا کہ سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام تو اب وصال فرما چکے ہیں اگر حضور اس دنیا میں ہوتے تو آپ کی طرح حضور سے اس وظیفہ کی اجازت لے کر اس سے فائدہ اٹھاتے۔ کیا اب یہ ممکن ہے کہ ہم بھی اس وظیفہ سے کسی صورت میں آپ سے اجازت حاصل کر کے فائدہ اٹھا سکیں۔ اس پر حضرت مولوی صاحب نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا کہ میں نے اب تک اور کسی شخص کو اس کی اجازت نہیں دی تھی۔ لیکن آپ کی خواہش پر آپ کو اس کی اجازت دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے اس بابرکت وظیفہ کی مجھے اجازت فرمائی۔ خاکسار بھی اب اپنی زندگی کے آخری ایام میں ہے۔ لہذا میں ہر اس احمدی کو جو میری اس تحریر سے آگاہ ہو سکے اور اس وظیفہ سے فائدہ اٹھانا چاہئے اپنی طرف سے اس وظیفہ کی اجازت دیتا ہوں۔

(حیات قدسی حصہ سوم: ص 80-81)